

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بَقِيَمْ حَتّٰى يَغَيِّرَ مَا يَبْتَغِيْهِمْ
اَعْدَاؤُ الْقَبِيْهِ

Digitized by Khilafat Library

چگونه بانوگرانی چه در قادیان بی
دو منی شفا منی غرض و الا مان منی

ماہی پریشیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت لانا (۱) اعوام حصہ (۲) خواص مساوین حصہ (۳) سندوستان سے باہر سے
(۴) غیر صاحب دار حصہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع و س کے کیم آمدنی و اکو کوئی

- ۱۔ مزارۃ العباد اور سرحد افغانستان مسائل
- ۲۔ محکمہ ہندوستان کیلئے خوشخبری
- ۳۔ دارالامان کا ہفتہ
- ۴۔ حضرت حجتہ اسک تقریر علیہ السلام کی تقریر پر حصہ
- ۵۔ تفسیر القرآن میں سچا زمان
- ۶۔ خطبہ عبید اللہ
- ۷۔ زلزہ کی پیش گوئی اور یہ اخبار
- ۸۔ دین کیلئے نوحا موشی ہی بہتر تھی
- ۹۔ تحقیقات مساجد و اداری حسین
- ۱۰۔ قبری نشان زلزہ پر اخبار کیا کہتے ہیں
- ۱۱۔ مختلف نوٹ
- ۱۲۔ اسلامی تمدن و سبانیہ
- ۱۳۔ رسید زر آمدنی و تعلیم و اسلام کا دیا
- ۱۴۔ اشتہار
- ۱۵۔ اشتہارات

نمبر ۱۶ دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۵۷ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ جلد ۹

دارالامان کتب خانہ

۱۔ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے
اہل بیت - بزرگان ملت سبھی انتقال کو افضل و کرم
خداوند میں بعد اعلیٰ قدر مراتب خدمت دین اور فرائض
تبلیغ میں مصروف ہیں۔
۲۔ تعلیم الاسلام ملی سکول کی استھان ڈائری میں ص ۳۰
ملاحظہ فرمائیں کہ اس پاس جو مسائل جبکہ ۳۲۰
ملاحظہ ہوں میں ۴۸ مسائل کا بیان کیا گیا ہے تاکہ بتایا
جاسکے کہ نتیجہ خاطر خواہ ہے۔
۳۔ ہفتہ ذی رashedت کے الٹا دو دنوں ج ذیل میں
چاندی پر لکھ کر جو درج ہوئے رکھنا تیار دیا ہوا کہ جن
رات کو انصافوں پہلے بشیر احمد شریف احمد علی پور
میں آگے جانا ہوں کہ میرے والدین کو دیکھوں تو
میں کہتا ہوں یا کوئی کہتا ہے کہ اس کے آگے
فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔

رویاہ دیکھا کہ زلزلا آیا ہے۔

سہی فہام۔ ماریت اذرمیت وکن

دہی۔ فرمایا اس سے اشارہ ان استہارات کی طرف

معلوم ہوتا ہے جو حال میں شایع ہو رہے ہیں۔

رویا صبح کمبخت کلبا ہوا کھا گیا آؤ نادشاہ کلبان

۹. یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا یَسْتَنْبِیْزُکَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ لِحُوقِ

کے ہمراہ چار صفوں کا ایک ضمیمہ نام پٹوار گزٹ
پر منسلک شائع کیا جایا کرے جس میں محکمہ مال اور
نہر کی خبریں، افسرین اور عام عہدہ داروں کے
تغییر و تبدل، تشریف دہ ترقی، ہزونی و بیماری اور
انعامات وغیرہ کے حالات معد انتساب پنجاب گورنمنٹ
گزٹ شائع ہو سکیں۔ اور اس امر کی کوشش
کی جائے کہ پٹوار جون کی شبانہ روز منت سڑھی
تنخواہ کی تکلیف کمی تنخواہ کی بحکایت حکام بالا پر
ظاہر کر کے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے اخبار
کی سالانہ قیمت تین روپے ہے اور ہر مہینگی قیمت
دس پے دانے کو عہدہ کے ناول مفت ملتے ہیں پٹوار
گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی
کیوجہ سے چاہئے تو یہ تھا کہ قیمت برصا دی جاتی یا
کم از کم سفرہ قیمت میں کمی کی نہ کی جاتی مگر محض غریب
پٹوار جون کے خاطر اخبار کی قیمت میں کمی کی اور
رمایت کر دی جاتی ہے۔ بیسے اگر آپ اخیر سڑھی سے
پیسے پہلے درخواست بھیج دیں گے۔ تو یہ پائے
جاوین گئے۔ اور ناول بھی مفت نذر ہوں گے
امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے
فائدہ اٹھا کر باعث ترقی کا ہو گا۔ جو حقیقت
ان کی اپنی ترقی ہے۔

المشهور

منہ اخبار نغمہ فولاد و شوار گزٹ نوکھ لاہور

موصوف کا ماتبہ ثانی اور ضرور ثانی!
۳۴ صفحہ کی کتاب اور قیمت صرف ۸ روپے
دفتر الحکمہ اور مصنف کے پاس موضع اورین محلہ
کچہرہ ضلع کوٹلیہ بنگال سے مل سکتی ہے۔
الملحق ایکب خیر خواہ۔

محکمہ بندوبست کتب خوشنوی

پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ!

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ بحر ان پیشی۔ امین ضلعیدار پٹواریان مال اور نہر نائب تحصیلدار۔ ڈوچی سٹیٹ تحصیلدار۔ ان کے مال۔ ڈوچی ملک نہر منہر بندہ۔ عرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجرائے سے لیکر جب تک مال اور نہر کا سچا ہندو متلکذات باور ملائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری امین یا کسی دہندہ بدستی نظام سے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا اب محکمہ بدستی کے عہدہ داران اور عام خبر خواہوں کے اہلکارے اور وہ کیا گیا ہے کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد

سيرة الجهاد واورشده افغانستان

ناظرین احکم، بلکہ معلوم ہو چکا ہے کہ وزارت حسین
احمدی نے بھی کوئی ایک کتاب موسومہ بہ مرآۃ البہا
شائع کی ہے تم میں سے جن لوگوں نے اس کتاب کو
ملاحظہ کیا ہو گا وہ تو دیکھ چکے ہوں گے کہ مصنف نے
کس قدر عرق پیزی کی ہے، اور کس کس سطح مسئلہ
جہاد کے سر پہلو پر روشنی ڈالی ہے، اور سلسلہ عالیہ
احمدیہ کو بالکل تعلقات کو یہ کتاب کیسے پہنچی
اور سادگی کے طریقے سے ظاہر کرتی ہے کہ کسی
اور طریقہ سے ممکن نہیں، مگر اس وقت ہم تجھ اور
لکھنا نہیں چاہتے بلکہ صرف یہ ظاہر کرنا
چاہتے ہیں کہ مصنف سلسلہ احمدیوں نے اپنی تصنیف
کے اصل مقصد کے مطابق سرحدی جہاد کو کون کے
دلوں سے سلسلہ جہاد کی غلط فہمیوں اور خوشنواری
کے مسئلے کیلئے کابلی سوداگروں میں اس کتاب کی
تفصیل کرنا شروع کر دیا ہے، جس کا اثر گورنمنٹ
برطانیہ اور مسلمانوں کیلئے بہت اچھا ہو گا اور
چونکہ یہ کتاب مخالفین اسلام کے مقابل میں لکھی
گئی ہے اسلئے اس کا ایک خاص اثر ہو گا۔ مگر یہی
التماس یہ ہے کہ قوم و ملک اور گورنمنٹ برطانیہ
کے خیر خواہوں کو چاہئے کہ اس کام میں مصنف

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

دو ہج سال میں گورکھویشی سے بازار اول اور
کھنڈرات سے لاشین نکالنے کا کام بہت ہی مستوی
درآمدگی سے انجام دیا ہے۔ پانچ سیریکل فی
اور تین برسین وہاں مجروح یورپیوں اور گورکھو
نگرانی و تیار داری پر مامور ہیں۔ اور ایک متعدد
سول میڈیکل شاف بازار کے لوگوں کی خدمت
میں مصروف ہے۔ ڈاکٹر دوہی پھر سانی کا سب سے
بڑا ڈیپو کو اولی بازار میں قائم کیا گیا ہے جہاں
سے بقدر ضرورت ہر طرف کو مدد پہنچ رہی ہے
وہاں میڈیکل اور ہاسپٹل سسٹم مختلف
مسٹر ون میں کام کر رہے ہیں۔
پولیس کے متعلق خبر ہے کہ برصغیر میں کچھ
نایاب جوان یہ علم کہر عبیدیتے گئے ہیں کہ تمام

شکل سے اور اپریل (ایکے صبح پر ۲۴ مرتبہ گزرتے)
گنا تاسے کہ میان دس بجے پر ۱۸ مرتبہ گزرتے ہر ایک
زور کا جیسا محسوس ہوتا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حرکت
برابر رہتی جاتی ہے۔
۱۱۔ اپریل پالسور کی ایک چٹھی سے جو کلرک کرنل
ریکس نے بھیجی معلوم ہوتا ہے کہ ادوی میں اس زلزلہ
سے کسی یورپین کو زخمینین ہو چکا مگر تباہ تحصیل ڈاک
بجھ اور ڈنبار برج میں البتہ بڑا نقصان ہوا ہے۔
کئی انگریزوں اور ان کے اہل عیال کے صحیحہ سلامت
ہو سکی خیر ہے جو وہاں سے بچا بچل گئے تھے بعضوں نے
غنیف جو زمین گراب وہ رونہ صحت میں بالکل یورپین
۱۲۔ سوڈسی ڈاکٹر کی ہلاک ہو گئے۔ اس طرح دو ستون
سلطانپور میں منڈی اور سکیت میں ہی بڑا نقصان
ہوا تاتے ہیں۔ سفارش کی گئی ہے کہ شکل سے وہاں
دواؤں وغیرہ کا ذخیرہ جانا چاہئے۔

صاحب کشتہ جالندہر دہرم سالہ سے ۱۰ کروڑ پورٹ
کرتے ہیں کہ دہرم سالہ میں محکمہ سول کے دیسی کل ۲۴
ہستے۔ یعنی ۲۴ تو بازار کے گول اور دیور مینوں کے
کے ملازم اور ۲۴ آدمی جیل اور پولیس کے۔ یہ سب
کا کلر جلا دیئے گئے یا دفن کر دیئے گئے ہیں۔ صاحب
بہادر لکھتے ہیں کہ میرے انداز سے پالیو تحصیل
میں ۳۴ ہزار آدمی تلف ہوئے۔ کاگڑہ کی تحصیل
میں ۱۰ ہزار۔ ایک اور اطلاع آئی ہے کہ دہرم سالہ
(کے سول ملٹری سٹیشنوں) پالیو کا گڑہ اور جھان
میں بڑی بڑی جگہوں پر میٹھیکل امداد کے سٹر فایم
کر دیئے گئے ہیں۔ دیہات کیسے ہی ڈاکٹر دن اور
ذخیرہ ادویات وغیرہ کا انتظام ہو رہا ہے اور مدد بڑے
پوچھ رہی ہے۔ راجہ صاحبان ادوں۔ گولار۔ اور لہا
گر اؤن کی تحقیقات ہو رہی ہے کہ آیا کچھ ہزیادہ
کیفر ورت ہے۔ اور مقامی میٹھیکل گولن سے صاحب
کشتہ جالندہر بذات خود پوچھ پیچ اور خبر گیری کر رہے
ہو لیس کو حکم ہوا کہ دیہات میں جا کر دیکھ کر آیا
جہاں جہاں ڈاکٹری امداد کی ضرورت تھی وہ پوری
کلیں ہے یا نہیں۔ چونکہ چھاکوٹ تک آمد و رفت
بڑی آسان ہے اس واسطے بہت سی زخمی پنجاب کی
طرف بھی اتر آئے ہیں۔ اگر منڈی سکیت گولن میں
ضرورت ہوں تو مسئلے سے ڈاکٹر وغیرہ ادھر بھی بھیج
دیئے جائیں گے۔

۱۱۔ اور مل کو صاحب کشتہ جالندہر نے دہرم سالہ
سے مار دیا کہ پالیو تحصیل میں صرف ۴ پور میں ہلاک
ہوئے ہیں اور باقی حید کے صرف خفیف چوہین
لگی ہیں۔ راجہ صاحب منڈی کو کچھ گزند نہیں پہنچا
تحصیل پالیو کے اکثر انگریز اس وقت پالیو پور
خاص ہی میں قید زن ہیں۔ دہان ڈیرے خیسے
اور ضروری میٹھیکل سامان پوچھ لیا ہے اور ابی
اور پوچھنے والا ہے۔ کلب کے پور و مینوں کی بابت
کوئی اطلاع نہیں ملی۔ مگر مشر لکھتے ہیں کہ کلو
منڈی اور سکیت میں نقصان جان بہت کم ہوا
ہے۔ پالیو پور کا سلسلہ تار ۱۰ کروڑ جاری ہو گیا ہوگا
مشر لکھتے ہیں۔ سی۔ ایس۔ این ایک جمنی میں بیان
کرتے ہیں کہ میں راجہ صاحب منڈی کے ساتھ ۴ اپریل
کو دہرم سالہ سے چلا تھا شب در میان ۳۴ پالیو پور
میں گزاری ۴ کی صبح کے ۶ بجے یکایک اسٹیشن اور
چوہ وغیرہ میرے سینہ اور سر پر گرنے لگا۔ جس سے
میں بیدار ہوتا۔ میں اپنے بستر تلے چپ گیا۔ میرے کان
کی جیت مجھ پر آ رہی جس سے ہلکے ٹوٹ گیا اور
میں دب گیا۔ تو کہنے جب میری چیخ پجاری تویہ
دوڑ آیا اور اس نے مجھے بعد دشواری نکالا۔ پھر
لوگوں نے جا کر راجہ صاحب کو گڑہ سے نکالا۔ ان کے
سرخ خفیف سی خاشین آئین۔ کوئی سنت بعد وہ

سکان بالکل ہی مہار ہو گیا۔
لاہور کے غلی ڈوڑھن میں سے دہر سال کی شکر
کو درست کرنے کیلئے ان فوجوں کو حکم دیا تھا جو
میا تمیر سے بیٹھا ٹکٹ تک بذریعہ ریل گئی ہوئی تھی
اور وہاں سے دہرم سال تک پیدل کوچ کر کے
ایک بل کمپنی ۳۲ ویں پاؤنڈرز کی جو رابرٹ کیو
میا تمیر سے چلی گئی ایک اور کمپنی اسی پلیٹن کی جو
۹ کو روانہ ہوئی ۳۰۔ ۳۱ ویں فوجی بیرون نے جو مدد کو
گئے اور ایک ڈبل کمپنی ۳۳ ویں پاؤنڈرز کی انبار
سے بذریعہ ریل جانے پر روانہ کی گئی وہاں سے
پیدل کوچ کرتی ہوئی ہوشیار پور کے رستہ
کاٹھڑہ پہنچی ہوئی۔ ہوشیار پور کے لوگوں نے
بھی کچھ چھپرہ سامان رسد سے لا کر دہرم سال کو
کاٹھڑہ کو بھیجے ہیں۔ لاہور کے آریوں نے بھی ایسا
ہی کیا جسکا کسٹل میں پہلے ذکر آچکا ہے۔ ان سے
۶۔ ایجنٹ کاٹھڑہ پہنچ گئے ہیں۔

اگر حرم دنیا کی مختلف آسانی کتابوں پر بڑی سخت
صرف لکھتی ہے کہ تھوڑا جو اندھے کو قریب بدھو کی
یا دگا ہے اس میں سات سو مند رہیں ہر مند رہیں
شک مہر کی ایک مل ہے جس پر وہ مذہب کی کل کتاب
مقدس کنندہ اس کتاب میں رہتے ہیں زیادہ قطع الفاظ نہ
یہ سنار ایک مریض میں ہیں اور سچ میں بڑا سندر ہے۔

ہر ایک و زبیر کے ہر ہفتہ تمام دنوں کو کسی کسی قوم
نے متبرک مانا ہے مثلاً یونانی ہر یک تعلیم کرتے ہیں
ایرانی جنگ کو متبرک سمجھتے ہیں اسرائیلی باندے پر
پرہیز میں ہر جمعرات کی قدر کرتے ہیں مسلمان جمعہ
متبرک سمجھتے ہیں اور غریب یہودی ہر چار کویم سبت
قرار دیتے ہیں۔ عیسائی انوار کو

صرف ہندوستان ہی میں عیسائیوں کو سچا رہا
 بنیں دیجاتی ہیں اخبار پر سن لگ لگ کر
 کہ لگ لگ میں بہت سوچنی محض اس خیال سے عیسائی
 ہوتے جاتے ہیں کہ صوبہ کے مجسٹریٹوں کی جلا کر
 میں جب عیسائی اور غیر عیسائی فرقوں کا مقدمہ پہنچتا
 ہے تو فصلہ مشنری عیسائیوں کے موافق دیا جاتا ہے۔

طاعون اور زلزلہ میں ایک عجیب فرق اور ایک عجیب
شماہبت جو شماہبت تو یہ ہے کہ دونوں انسانی زندگی کے
خوشن میں طاعون اور زلزلہ دونوں اس سال ہزاروں
لوہار زندگی سے نجات دی بس تو شماہبت جو فرق یہ ہے
کہ طاعون ان کو فساد کرتی ہے جو بجلی منزل میں رہتے
ہیں اور زلزلہ ان لوگوں پر حملہ آور ہے جو بالائی منزل

اسلامی و مسلمانانہ

جس مضمون پر مجھے لکھ دینے کو کہا گیا ہے وہ میرے لئے مدت مدید سے خاص دلچسپی کا باعث رہا ہے۔ میں اپنی تعلیمات بالخصوص تاریخ عرب میں اس سبب پر مفصل لکھ چکا ہوں۔ اس لئے مجبوراً بہت سی پرانی باتوں کا اس مضمون میں اعادہ ہو گا۔ تاہم میں کوشش کر رہا ہوں کہ یہ اعادہ بھی دلآویز اور دلچسپ ہو سکے۔ واقعتاً ہمیشہ وہی رہتا ہے کہ ہم صرف ان کی بیان کرنے کے لئے دلائل کو بل سکتے ہیں۔

یاب عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ یورپ کے موجودہ تمدن میں جو بہترین باتیں ہیں وہ درحقیقت بالواسطہ یا بلاواسطہ عربی اثرات کا ہی نتیجہ ہیں مگر یہ عجیب ہے کہ اس اعتراف کے باوجود مسلمانوں نے مسلمانانہ میں مذہب و تمدن کی جو کچھ خدمت کی اس کی طرح کسی اور قوم میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ اتنا حیرت انگیز نہیں پرانے تصورات بلند و درہن ہوتے۔ اور صدیوں کی علمی و ادبی روایت و مخالفت باسانی کو درہن ہوتی عام مذاہن میں سے ایک ہے کہ مسلمانانہ کی فتح مسلمانوں کی اس عام خواہش کا نتیجہ تھی کہ اسلام کو بڑے شہر شہر پھیلایا جائے۔ معتزض یہ سوچنے کی نکتہ بندی گوارا نہیں کرتے کہ فاتح اور قوم کی پیش قدمی کے محرک مختلف خیالات و اسباب ہوتے رہے ہیں۔ زمانہ حال کی کیفیت دیکھو کہ ہونی الواقعہ شائستہ تو یہ تو دور کار و دیون ملک کی دعویٰ ہے کہ وہ ان کے قوموں اور انسانوں کا مذہب و شائستہ بنائے کیلئے بڑے مقبوضات کو بڑا کر رہے ہیں۔ لاکھوں جو اہل مسلمانانہ ظلم و ستم جو رہے ہیں وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں لیکن بائیں ہندوستان یورپیوں کی دعویٰ ہے کہ وہ بعض اس انسانی فرض کو ادا کرنے کیلئے افریقہ میں تسلط بڑا رہے ہیں کہ جہالت کو دور کیا جائے۔ اس ایک مثال سے حضرت انسان کے وضع کردہ علم و اخلاق کی حقیقت واضح ہو رہی ہے۔ مسلمان ہی ایک تصدق نظر رکھتے تھے۔ جو یہ تھا کہ خالص ترین مذہب کو دنیا میں رائج کریں۔ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ قدرت نے انہیں فرض عاید کر دیا ہے کہ وہ دنیا کو بہتر بنائیں۔ خرابیوں سے پاک صاف کریں۔ پس اصولاً عربوں کے تسلط کی وسعت اور پائے زمانہ کی پور میں عدم امن طاقتوں کی وسعت مقبوضات و دایرہ اثر میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ فرق ہے تو یہ کہ مسلمانوں کے عمل میں ان کے زبانی دعوے کی طرح ہوتے تھے۔ یوں لیکھ اسباب پر غور کیا جائے تو ظاہر ہو گا کہ شہادت ہی اسباب مسلمانانہ کے تدریج مسلمانانہ

مک پہنچ جانے کے محرک ہوئے جن اسباب نے انگریزوں کو بنگال سے پنجاب تک شمال مغربی سرحد تک پہنچا دیا۔ اس فتح شام کے بعد مسلمانانہ کے سر پر بڑے کرداروں کے حکمرانوں نے شام میں مسلمانانہ پر یورشیں شروع کر دیں۔ تین صدیوں اور دیون نے طالع الغلب کی طرف سے مسلمانانہ کو ستانا شروع کر دیا۔ جس پر مسلمانانہ کو مجبوراً تمام شمالی افریقہ پر ہی قبضہ کر لینا پڑا۔ اسلامی قبضہ سے اس سرزمین کا بخت خفہ بیدار ہو گیا۔ جو علاقہ اس وقت تک گوتہ۔ دندان اور رومی اقوام کے باہمی جدال و قتال کا رزم گاہ بن رہا تھا۔ اب ایک براسن خطہ ہو گیا۔ مسلمانانہ کی حالت اندونان لکھتے تھے کہ حکومت نے ہر شے پر اپنے ہماری ٹیکسوں اور محصول باندھ رکھے تھے کہ ہر شے ہر طرح کی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ پیشہ ورانہ کی زیادہ ستانی سے ٹک کر اپنے اپنے کاروبار کو چھوڑ دیتے تھے۔ یہ صنعت گری ہی نہ تجارت۔ زمین ہی تقریباً بخر ہو گئی تھی۔ ارانی بڑے بڑے ملک میں منقسم تھی۔ جگہ دنیا دار اور پارادری ملک مالیشان محلون میں دن رات دنگ رہیوں اور سخت کردہ عیش و عشرت میں غرق رہتے تھے۔ کاشتکاری کا کام یا تو خستہ حال ملکی رہقان واد کرتے تھے۔ یا مالکوں کے ذریعہ غلام۔ جن سے کارندہ چاکوں کے خوف سے کام لیتے تھے۔ جیسے کہ ابھی تو دور عرصہ ہوا شمالی امریکہ میں یورپین باد کا پیشی غلاموں سے کام لیا کرتے تھے۔ درہقان یا غلام کسی جینکی ملکیت کا وہم و گمان میں بھی دعوے نہیں کر سکتے تھے جی کہ وہ اپنے مالکوں کی بلا اجازت شادی ہی نہیں کر سکتے تھے۔ اور اگر کسی ایسی صورت پیش آئی کہ خاوند ایک ملک علاقہ میں رہتا ہو اور بوی دوسرے ملک کے علاقہ کی باشندہ ہو تو ان کے نکاح سے جو اولاد ہوتی دوسرے دونوں علاقوں کے ملک بھروسہ سادی سپاہی بن جاتے۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی تو بوی رمایا سے کیسے نیک سلوک ہو سکتا تھا۔ یہ قوم بہتہ اکثر مسلمانانہ میں جا آباد ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں بادشاہ۔ پارادری اور امرا سب ہر وقت اکا خون جوئے کی فکر میں رہتے تھے جی کہ ایک موقع پر تنگ آکر انہوں نے بغاوت کر دی مگر ناکام رہے۔ لاکھوں تہ تیغ ہوئے اور جو بچے رہے رومی غلامی کا طوق ان کے گلے میں پڑ گیا۔ انکو مقابل آبلے سے پار اسلامی مقبوضات میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ عدل و انصاف کا دور دورہ تھا اور وہ غریبوں کا مہارام بن رہے تھے۔ چنانچہ ہزار ہا مسلمانانہ بانیان عیسائی دیو دی کے لیے بادشاہوں اور شہنشاہوں کو دست بیدار سے لہجہ کرنا پڑا۔ لیکن کو مسلمانانہ علاقہ میں پہلے آ رہے تھے۔ اندونان راڈرک مسلمانانہ کا بادشاہ تھا جو دھڑ زباؤں کے تخت پر قابض ہو گیا تھا اس نے جو این گورنر سبکی لڑکی فلورنڈ کی بھرتی کی جس سے شعل ہو کر غلام باپ نے دیگر مسلمانانہ کو زبون

سمیت عرب و اسی کے باحلاج و منت و خواہش کی کفر کیلئے مسلمانانہ کو ان ظالموں کے پنجے سے رٹلی کر لیا۔ آئی فرماؤ کہ منظور کر کے داریس نے باجدارت خلیفہ طارق ابن زیاد کے ماتحت ایک لشکر مسلمانانہ میں بھیجا اور اس دور برس کے تھیل عرصہ میں کل جزیرہ ماکو فتح کر لیا۔ طارق کی فوج ۱۲ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ وہ سب اداس اس موقع پر اتر جاتے کہ اسکے نام سے جبار زمینیں جبل طارق کہلاتا ہے۔ مسلمانانہ کی حکمران سچی قوم گوتہ کے ایک لشکر نے وہاں اسکا مقابلہ کیا۔ مگر تہ تیغ کر دیا گیا اور طارق دودھ رنگ کے پانچت ٹوٹیے ویر سیلاب کی طرح بڑا ہلا گیا۔ مسلمانانہ بادشاہ ایک لاکھ فوج لیکر مقابلہ کو آیا۔ اور مدینہ مدنیائے موجودہ شہر کے شمال میں دریا گوڈی لیت کے کنارہ پر دو فوجی مٹا دیے۔ ہوئی۔ باوجود قتل تعداد اسلامی لشکر کے ۱۹ ہزار کی گنتی کو مسلمانانہ لشکر کو کو کم ہلکا دیا اور روڈرک دریا کو عبور کرتے وقت اس میں غرق ہو گیا۔ اس فتح کا اخلاقی نتیجہ جنگی بددعا یا اہم تھا۔ مسلمانانہ کو ہر کھلم کھلا میں عربوں سے لڑائی کر چکی کہیں جرات نہ ہوئی۔ حکومت کا طرز و انداز قوم کی حالت کا آمینہ ہے۔ اگر حکومت وسیع خیال۔ عادل اور بے تعصب ہو تو کچھ لو کہ جس قوم پر وہ حکمران ہے وہ خاصی ترقی یافتہ ہے۔ یہ معیار بتا رہا ہے کہ مسلمانانہ کے مسلمان مذہب و شائستگی میں زمانہ حال کی کسی شائستہ قوم سے کم نہیں۔ اسلامی فتوحات نے سرزمین مسلمانانہ میں اعلیٰ طبقوں کے ظالما حقوق و اختیارات کو یک ظلم کا عدم کر دیا۔ اور تمام شلین حاصل جنگی وجہ سے صنعت و حرفت معدوم اور آبادی کا درمیانی طبقہ تلاش ہو گیا تھا۔ موقوفہ جو خود ایک سند عیسائی کا قول ہے کہ کسی حکومت کو زیادہ کر تکلیف دے۔ اصول دفاعی محاسن کی جگہ مسلمانانہ نے تشخیص محاسن کا ایک رجحان مقبول اور مادانہ طریقہ قائم کیا۔ شخصی محاسن کی بجائے انہوں نے ذہنی کاشت و ارضی پر محصول باندھا جو مسلمانانہ اور غیر مسلمانانہ کے لیے یکساں تھا۔ معاملہ ارضی کے علاوہ مسلمانانہ کیلئے نوکڑا کا ٹیکس تھا اور غیر مسلمانانہ کیلئے جزیہ بہت ہلکا اور پھر موجودہ انکم ٹیکس سطح سر شخصی اشکاک کے حسب حال تھا اور سال میں بارہ ماہوار اسلوس وصول کیا جاتا تھا۔ رامب جو زمین اور بچے اس سے مستثنیٰ تھے۔ نیز راجہ اندھے مرلین سفلس اور غلام۔ معاملہ زمین کی حیثیت کے مطابق لگایا جاتا۔ باربر زرمی روڈرک پر اس کا کسی برا اثر نہ پڑتا تھا۔ غلام و سبغوس بودونکو کامل مذہبی آزادی دینی اور عیسائیوں کو اس کے علاوہ یہ مزید رعایت ملی کہ ان کے باہمی تنازعہ انہی کی رسم و رواج اور قدیم قوانین کے مطابق انہی کے ہم مذہب چم چم کر گئے۔ سب سے بڑا کارنا یہ کہ مسلمانانہ فتح سے دفنی طبقہ کی آبادی کو سپونجا یا جو غلامی کو لکھتے

مسلمانانہ کے درجہ پر کر دیے گئے۔ اسلامی پیش قدمی پر اکثر عیسائی باشندہ غم و ہمت جوڑ کر ہلاک ہو گئے تھے۔ مگر جیلوں کو اس اثر نہ پڑا۔ کی خبر سپوچی تو سب بلا تامل واپس آ گئے۔ بلکہ پارادری رامب بھی بقول ہونٹ ڈوڑی دہیں اگر بطور خدمت مسلمانانہ کے تابع ہو گئے۔ ایک اور ذمہ داری سپونجا لکھتے ہیں کہ مسلمانانہ نے جس خوش اسلوبی سے قرطبہ کی حیرت انگیز حکومت کو قائم اور وضع کیا۔ زمانہ وسطی کیلئے وہ عجوبہ ہے کہ مرقی۔ جبکہ تمام یورپ دخیانہ جہالت اور جدال و قتال میں غرق تھا۔ مرقی وہی ایک حکومت تھی جس نے علم و فضل اور تہذیب و تمدن کی شعل کو مغربی یورپ میں خوب روشن کر رکھا تھا۔ آج کل کے یورپین یہ نہ سمجھیں کہ مسلمانانہ کے پیشہ گو تہ اور دندان کی وحشی قوموں کے مدنی دل جس طرح جس ملک میں پہنچتے۔ وہ تباہ و دربان کر دیتے تھے۔ اسلوس جوان نے بھی کیا ہو گا مگر غرض۔ بلکلاس کے پکس حبیب انصاف۔ اور جس عقلندی اور نرمی سے عربوں نے مسلمانانہ پر حکومت کی۔ اگر نیلے کسی نصیب ہوئی اور نہ بعد میں۔ چنانچہ ایک مسلمانانہ عربوں نے حکمرانی اور نظم و نسق کا یہ ملک سکھا کہاں سے کہو کہ وہ ہماری عربی حکمرانوں یا شہر زون میں اندلے یا پہنچتے تھے۔ مسلسل فتوحات کے سلسلے کے دوران میں غیر قوموں پر حکومت کر اور انکو قابو میں کر لینے کا وہب سیکھنے کیلئے کچھ بہرہ بہت ان کو نہ ملی تھی۔

مسلمانانہ میں جو عیب جا کر آباد ہوئے وہ زیادہ تر ایسے ملک مثلاً مصر و شام و ایران سے آئے جو نرمی تھے۔ مگر سادہ ہی بودون کی طرح جو عربوں کے بعد جلد وہاں پہنچ گئے تھے۔ عرب تجارت سے بھی خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ ان کے اس طبعی میلان کو پیغمبر کی تعلیم سے بھی بہت تقویت پہنچ گئی تھی۔ کیونکہ سب محنت کو غریبی فرض قرار دیا جاتا۔ نابین عربوں نے مسلمانانہ کے طبعی میلان پیدا کر کے نشوونما دلا دیا۔ کام بے نظیریت و مستندی سے شروع کر دیا اور تہوڑی مدت میں مسلمانانہ کے زیر حکومت اندلسیورپ بہر میں زرخیز ترین اور سب سے خوشحال و مہذب ملک بن گیا۔ انہوں نے صدیوں کی وسط میں مغربی ایشیا ایک نظیر انقلاب کا مظہر بنی تھی جس کا اثر دور و نزدیک پہنچا۔ انہیں اسلامی حکومت جمہوری اصول کی تھی جی ایس۔ انہیں منسوخ کر کے مطلق الشان سلطنت قائم کی۔ ان بادشاہوں نے فوجی تخت و تکر اور اسکی دوسرے فوجیوں سے علیحدہ اور کہنے کیلئے رسو کی جو ایسی اختیار کی اسکی حسب معمول یہاں تک کہ حکومت اقوام کو ملکر ان جاعتوں سے ہمدردی نہ رکھیں اور انکا

وال کثیر است و اسے سادہ ہو گیا۔ کثرت میں اس
 اس پر تہذیب خاندان کا ایک فرد ہو گیا۔ ہسپانیہ
 باہر ہوا۔ اور وہاں اس نے اس سلطنت کی بنا
 قائم کی کہ ملک کے چوتھیں تھائی کسی زمانہ میں
 ہوئی یہ زمانہ ہے کہ ہسپانیہ کی کمال خوش قسمتی کا
 زمانہ وہ تھا کہ قریب کے اموی خلفائے زیر فرمان
 گذرے۔ اس زمانہ کا اس کا اس زمانہ بادشاہ اندلیک
 تمام فرمانرواؤں میں ملایق و قابل ترین مانا گیا۔
 اس کے عہد میں سلطنت اندلس پر اپنا خوشحالی کا خون
 حق ہو گیا۔ اس کا نظام اور ضبط مکمل تھا۔ اور سیاح
 و تاجر شہر سے کتب ملاتوں میں بے خوف و خطر
 گھر رہتے تھے۔ ضروریات زندگی ارزان تھیں عام
 و سببوں کا لباس ہی خاصہ قیمتی اور عمدہ ہوتا تھا
 و وہ بے غریب کے پاس بھی سواری کیلئے گھوڑا
 موجود تھا۔ عام مایا کی مرفا حال کی ایسی نظیر
 دنیا کا کوئی ملک شاید ہی دکھائی دے۔ یہ نقشہ مل
 کتا جو اس میں تینے صرف ایک تہم مشہور جغرافیہ
 نویس ابن بطوطہ کے الفاظ کا ترجمہ ہے کہ یہاں
 جس سے اس زمانہ میں ملک ہسپانیہ کی سیر کی اور
 جو کہیں کہیں ملے گا کہ اس کا سبب کیا۔ اور یہ خوشامد و حق
 کا زمانہ ہے جس میں ہو سکتا۔ وہ نہ ہسپانیہ کا باشندہ
 نہ تھا۔ نہ وہاں کے فرمانروا کی رعیت۔ بلکہ اس کے
 ایک قریب بادشاہ کی رعایا میں سے تھا۔ وہ نام
 کے جس ملک کے کمال کا حال ہے۔ اور ملک اس
 ان کو محال پر تہذیب تمام مورخ شفق میں کہ اس
 و بازرگانی اعلیٰ ملک کی داخلی قابلیت اور ملک
 کی اقتصاد کی حالت میں ایک حیرت انگیز حوالہ
 والی اس نے تمام مذہب و اقوام کو ملک کی کمال
 جان مارا و محب بنا کر ایک یکجان قوم دولت
 کر دیا۔ اور کمال مساوات کو اپنی حکومت کا مقدم
 فرض سمجھا۔ مگر بجز دوزی اس شخص کے کام تو
 حیرت انگیز نہیں تھا کہ خود وہ شخص ہے۔ اور اس کی
 داخلی فوٹو فرائض اور استعداد اعلیٰ کا یہ عالم
 تھا کہ اس کی سے اس کی تفصیل و جزئی مرے مکرر
 ترین خیالات و تجاویز تک سب پر اس کی کمال نظر
 تھی۔ اس کا دل رانا شخص نے تمام رعایا کو یکجان
 بنایا اور وحدت قومی کی بنیاد قائم کی۔ تمام کار و سلطنت
 کو ایک ہتھوڑی میں سے نکالا۔ بادشاہت کو اس کے
 اصلی ستون میں قائم کر دیا۔ دوسری حکومتوں
 اتحاد کر کے دول عالم کے اس ایک یہاں ہو گیا
 موازنہ قائم کیا کہ کہیں اس میں مل جو کچھ عزت و کبری
 تعصب کا نام نہ تھا۔ مگر وہ سب سادہ و سادہ سادہ
 نظریں ایک سحر اور اس کی مجلس شوریٰ میں ہر مذہب
 کا معتقد موجود تھا۔ جو صف زمانہ و ملی کے کسی
 ذرا زور میں نہیں ملے۔ بلکہ زمانہ حال کے

مردوں اور بادشاہوں میں سے کسی کمی اس
 میں اور سے اتریں گے۔ یہ ایک عیسائی کے الفاظ ہیں
 میرے نہیں۔ کہ کسی کو خیال گذر جائے کہ میں اپنے
 ہم مذہب کی تعریف میں نکل کر رہا ہوں۔
 اس نامور کا بیاد حکم ہی دیکھا ہی روشن خیال
 تھا۔ مورخ ابن خلدون کہتا ہے کہ حکم ادب اور علوم
 و فنون کا عاشق تھا۔ علم و فن کا ہر شعبہ اسکے عہد میں
 کمال کو پہنچا۔ اندلس کی اسلامی حکومت کا اسلوب اور
 جنگ تدارک ہے کہ مسلمان ہسپانیہ تمدن و شایستگی کے
 کیلئے اعلیٰ درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ خلیفہ صدر اعلیٰ اور
 مرجع کل تھا کہ کار و بار سلطنت کا اعلیٰ انعام و زوار کے
 ہاتھ تھا۔ ہر صنف ایک اعلیٰ افسر کے نظریں تھا۔ جو
 کاتب الدولہ کہلاتا تھا۔ سکرٹری آف سٹیٹ اس کا
 ٹیٹھ ترجمہ ہے اس افسر کے ماتحت متعدد مشیر رہتے
 تھے۔ یہ افسر وزیر کا خطاب رکھتے تھے۔ لیکن جو کہ خلیفہ
 کی مجلس شوریٰ کے کام میں بھی وزیر کہلاتے تھے جن
 وزراء کے ماتہ میں محکمہ جات سلطنت کا انتظام ہوتا
 تھا وہ وزیر و دارین میں یکساں جاتے تھے۔ اہم
 صنفوں میں ایک کاتب الزمان کا تھا جس کے ذریعہ خلیفہ کی
 غیر مسلم رعایا کے حقوق و اغراض کی حفاظت کا کام تھا۔
 اولیٰ اسے لیکر اعلیٰ ایک ہر سرکاری عہدہ و اسامی کیلئے
 مسلمان ہو دی اور عیسائی یکساں استحقاق رکھتے
 تھے۔ سلطنت کے کسی محکمہ یا صنف میں مذہب۔ رنگ
 یا قوم کی کوئی خصوصیت اور شرط نہ تھی۔ نہ کسی عہدہ یا صنف کے
 لئے۔ نہ مذہب کے مذہبی عہدے صرف اسی مذہب
 والوں کیلئے مقرر تھے۔ جیسا کہ ترک میں اس وقت
 بھی دنیا شاہانہ کوئی ہے۔ اندلسی حکومت میں ہودی
 اور عیسائی جو اس قدر تباہ و برباد ہو گئے تھے کہ
 یہ تقسیم اور مساوات و شایستگی کا دعویٰ کرنا ہی موجودہ
 سلطنتیں اس قدیم اسلامی سلطنت اور نیز موجودہ اسلام
 حکومت کو سبق حاصل کر سکتی ہیں۔
 دیگر بڑے بڑے محکمہ جس میں تھے۔ صنف مال صنف
 خارجہ صنف عدالت عام۔ قلمی بڑی سپاہ و بحری فوج
 جو اس طبع کہلاتی تھی۔ حساب کتاب کا صنف جدا کا نہ تھا
 جیسا کہ اعلیٰ افسر صاحب الاشغال کہلاتا تھا۔ ہسپانوی
 لفظ لکھنا ازل سے ایک گڑبگڑا ہوا ہے۔ پولیس کا محکمہ ایک
 قائم بذات صنف تھا۔ اور اس کے وہی فرائض تھے۔
 جو موجودہ زمانہ کی پولیس کے ہیں۔ خلیفہ جراحیم سوری
 پولیس کے بالائی مقامات کی مانت کیلئے شہر مشہور
 ستر تھے جو صاحب الدنیا یا القادری کہلاتے تھے ہسپانوی
 لفظ القیڈہ اس کا گڑبگڑا ہوا ہے۔ یہ محکمہ شہر (قاضی علاقہ)
 کے زیر دہات کا قیام کرتے تھے۔ رات کو گھوڑا دار چوکیا
 لائشیں اور محافظت کے ساتھ لے کر چور بازار میں داخلہ
 کرتے تھے۔ بچہ بیڑہ کا اعلیٰ افسر امیر الایامیر
 کہلاتا تھا۔ اس کی اسکی سب سے بڑا شغل ہے۔ امیر

سے انگریزی میں امیر کہلا گیا۔ سرکاری کارخانے جہاں آتے
 حرب تیار ہوتے تھے۔ دار الصنع کہلاتے تھے۔ انگریزی لفظ اسٹیل
 اسی سے مشتق ہے۔ مسلمان اندلس کی تاریکیوں و غمور صلا کو کیا
 جانے تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ ترقی کے ہر شعبہ و علم و ہنر کی
 ہر شاخ میں اپنا نشان چھوڑ گئے ہیں۔
 اموی حکومت کا پایتخت قرطبہ تھا۔ ابتدائی عرب گورنر
 ہی گورنر کا عالیشان عمارتیں تیار کر نیے اسکی رونق و زینت
 کو بڑھایا۔ لیکن اسکے اقبال کا زمانہ اصل میں خود ہسپانیہ میں
 اموی بادشاہت قائم ہونے کی وقت سے شروع ہوا ہے۔ جو
 لیکر خوی فرمانروا نے ملک اسکی زیب و زینت کی افزائش
 کا سلسلہ برقرار قائم رکھا۔ جسے مقدم کام شہر میں اپنی لایکا
 سمجھا گیا۔ اس کے متعلق انہوں نے شہر کے ہر حصہ میں خیر
 مستحق نہیں اور بلند حوض و تالاب تعمیر کئے عرب
 پانی کے عاشق رہے تھے۔ کوئی معمولی سے معمولی محل انھوں
 ایسا نہ تھا۔ جس کے ساتھ باغ و بہار اور اس میں شفا فی پانی
 کی نہیں نہ رہی ہوں اور غور سے نہ چھل رہے ہوں
 اب رسائی کے کمال نظام کے دوش بردوش تفریح عام
 کیلئے ہر شہر میں وسیع باغ تیار کئے گئے جن میں نایاب
 بہترین پل پہل دیے گئے پودے اور درخت لگائے
 گئے۔ سرکوں اور بازاروں کے دور دورہ میدان کے لئے
 بنی اسے تباہ و ستور ہیں میں جو دہون صدی میں
 لندن میں سولہویں صدی میں شروع ہوا۔ مگر قرطبہ کے
 بازاروں میں صدی میں۔ صرف ہی نہیں کہ نہایت بہار اور
 پختہ تھے۔ بلکہ ہر رنگ کے در و در و دوسری سطح سے
 کی قدر بلند بنی اسے ہی موجود تھے اندون قرطبہ کی
 جو عظمت و شوکت تھی اس کا کچھ اندازہ اس کے ہو سکتا ہے
 کہ انسان دس میل تک عالیشان مکانات کی دور دور
 قطار کے درمیان اپنے کل روشن میں چلا جاسکتا تھا۔
 شہر میں میل لیا اور ۹ میل جوڑا تھا۔ اور یہ تمام رقبہ
 مکانات عمارت مساعیہ اور باغات سے گھرا ہوا تھا
 جو دریا گو اول کو راجد کی گلی کے کنارہ کنارہ چلتے گئے
 تھے۔ فصل شہر سے باہر مضافات میں بھی اس قدر آبادی تھی
 کہ وہ ۷۰ حصوں میں تقسیم تھی۔ اور سب گلی کے باشندے
 یکساں آسودہ و مرفہ حال تھے ہر خانہ میں وہاں کے
 باشندوں کی ضرورت کے حساب سے چار سے پندرہ یا ان
 تمام موجود تھے۔ انہوں میں صدی سے لیکر پندرہویں صدی
 تک ہر ذری خوشحالی ہسپانیہ کو حاصل رہی۔ دنیا کا کوئی ملک
 اسکی برابری نہیں کر سکا۔ مسلمانوں نے ذراعت کو علم
 کے درجہ تک پہنچا دیا۔ اور خیر انگیز مستعدی۔ محنت۔
 لیاقت علم و تجربہ و فہم ہر دور کی تیاری سے ملک طبعی
 وسائل پیدا کر کے ان میں نیک نشوونما دلائی کہ مورخ و
 سیاح و لیکر حیران رہ جاتے۔ ان کو اس بات کا بخوبی علم ہو گیا تھا
 کہ کوئی زمین کس فصل اور ہنر کے مناسب حال ہے۔ چنانچہ
 انہوں نے اس استعداد و معلومات اور لیاقت و تداد
 سے نچرے نچرے قطعات کو ہی زمین نہ مہیا کیا۔ یا دل

نیکار کیا۔ زعفران وغیرہ وغیرہ کے علاوہ سب کو
 لذت پسلی اور سیر سے اولیٰ اول عربوں نے ہی یورپ
 میں پہنچائے اور انہوں نے ہی انکی کاشت و اگان
 شروع کی۔ ان پہلوں کے نام اگرچہ اس قدر عجیب و غریب
 گئے ہیں کہ اب بہت کم لوگ ان کی یاد رکھ سکتے ہیں۔
 علیٰ اہل عرب میں کلام نہیں ہو سکتا۔ انگریزی الفاظ اور لفظ
 سفیران (زعفران) کان (ظن) اور گورنر و گورنر
 شاملین موجود ہیں۔ ریشمی لڑکی پرورش اور ریشمی لباس
 کی تیاری اور چینی کی صنعت عربوں کی ہسپانیہ میں پہنچ
 کی۔ اور میل کو لڑکی لگو کے موجد ہی وہی میں پہنچا کہ اسے
 رنگنے۔ اور اسے نقش و نگار بنانے کے فن میں انکی پہلی مثال
 تھا۔ ہسپانیہ کی کالی جانے پر وہ اس فن کو اپنی ساتھیہ نام
 کو لگئے۔ چنانچہ وہ انگلستان پہنچا۔ جیسا کہ اسطر کا کیا گیا
 ہوا۔ انگلستان میں ملک و قریب کہلاتا تھا۔ جسکی کو دینی ترقی
 بنانے کیلئے موجود ہی وہی میں عمارت پر پل کو دار چوکی کا
 کرنے کی طرز انکی ہی کو نام کی یورپ میں عرب کہلاتی تھی
 جاندار شیار کی تصویر بنانے کی مخالفت کو جو ہر سولہویں
 پہلے پل بل بوتہ پر کشا گیا۔ پھر عربی حروف کی طرز اعلیٰ
 اس کا جو صورت تھی بطور ایش تیار کرنے شروع کیے۔ اور
 رفتہ رفتہ طور و روش کی تصویریں ہی بنائے۔ ملک کو گورنری
 تصویریں صرف خلفاء اعرام ہی محمول کہ محمد و حسن
 عام طور پر انکا مسلمان کی عمارت میں بالکل دیکھ نہ سکا۔
 تہذیب و تمدن کے کئی انسانی لوازمات کیلئے ہی یورپ
 و اہل عرب کا ہنر و احسان و تہذیب کا عربی نام ہی کل اقوام
 میں رائج ہے عربوں کی اختراع ہے۔ سونا جیسا کہ اب ایشیائوں میں
 رائج ہی نہیں رہا یورپ میں عربوں کی ہی یادگار ہے۔ سائنس
 ہے عربوں زبان میں ایک فاضل عربی لفظ فلسفہ ہے۔
 اس علم کی سبکدوش متاثرین میں ہو سکتی ہیں۔ تاہم ان
 شال کا ذکر فروری ہی۔ یورپ میں اقوام کا ایک نہایت ہی بار
 شوالی نام مارکٹ بھی در اہل عربی لفظ و اریہ اموی کی
 کیس قدر بدلی ہوئی شکل میں چک رہا ہے۔
 خلف قریب کا یہ اصل تھا کہ علم و فن تمام ہوتے ہوا۔ ہر نابین
 و اعلیٰ سلطنت میں مدارس کا جو کچھ کوئی مد و شمار نہ کر سکا
 تھا۔ بقول دوزی ہسپانیہ میں ہر شخص ہسپانیہ میں لکھ پڑھ
 سکتا تھا۔ مگر کسی یورپ میں یاروں کو سنا اعلیٰ مارج
 لوگ ہی محض مابل ہوتے تھے۔ ہر بڑے شہر میں متعدد کالج
 ہوتے تھے۔ جیسا کہ جو یورپی کہلاتا تھا۔ قرطبہ کی یورپی
 بنیاد و قیام کی یونیورسٹیوں کی برابری کا دم ماری تھی اور
 انگلستان اعلیٰ و اعلیٰ فہم کی مالک سبکدوش و علم
 زو جان دمان و اہل ہر مسلمانوں کو فلسفہ اور علم کی ہر
 ہوتے تھے۔ ہر یورپی ایک ریچھ و اعلیٰ فہم کے مانج
 ہوتی تھی۔ جو اپنے علاوہ نامور ترین علما میں کو بلحاظ مذہب
 و قوم مستحق کیا جاتا تھا۔ چنانچہ بارہا ان عہد و عیسائی اور یورپی
 قلمی و عقلی و اعلیٰ و اعلیٰ کا بلکہ اعلیٰ انصاف۔ انصافی
 نیکو کاری و عبادت اور نیکو جان کی محبت و شجاعت سے۔

حضرت حجتہ اللہ کی تقریر جلسہ الوداع کی تقریر پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض

بطنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے بیان تک کہ جب دوزخی جہنم میں ڈالے جاوے تو اللہ تعالیٰ ان کو یہی فرائض کا کہ تھا راہ گناہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے بطنی کی بغض لوگ اس قسم کے بھی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خطا کاروں کو معاف کر دیکھا اور نیکو کاروں کو عذاب کر دیا۔ یہ بھی خدا تعالیٰ پر بطنی ہے اس لئے کہ اسکی صفت عدل کے خلاف کرنا ہے اور نیکو اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف میں اوس نے مقرر فرمائے ہیں بالکل ضائع کر دینا اور بے سود بنانا ہے۔ یہ سب یاد رکھو کہ بطنی کا انجام جہنم ہے اس کو قبولی مرض نہ سمجھو بطنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جہنم اور جہنم سے جہنم ملتا ہے۔ اور یہ صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو اور صدق کے کمالات کو حاصل کرنے کیلئے دعا مانگو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ میں کیا کمالات تھے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور حقیقت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو صدق دکھایا ہے اسکی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے وہ ضروری ہے کہ ابو بکر کی خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہالتک مکن ہے مجاہدہ کرے اور پھر جہالتک ہو سکے و ماکرے جب تک ابو بکر کی فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا وہ کمالات حاصل نہیں ہو سکتے۔ ابو بکر کی فطرت کیا تھی؟ اس پر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقع نہیں کیونکہ یہ عرصہ اس کے بیان کیلئے درکار ہے مختصر طور پر میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو انہی راستے

ہی میں تھے کہ ایک شخص نے ملا۔ اس سے کہہ کے حالات پوچھے اور کہا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو اگر کوئی اہل وطن مجاہدے تو اس سے وطن کے حالات پوچھتا ہے اس نے کہا کہ یہ بات یہ ہے کہ میرے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یمنی کا دعویٰ کیا ہے آپ نے سنتے ہی کہا اگر اس نے یہ دعویٰ کیا ہے تو بیک وقت سچا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر کس قدر حق ظن تھا۔ معجزے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو حالات سے واقف نہ ہو اور جہان غیرت ہو اور وہ سلی

بانے کیلئے کہتا ہو۔ لیکن جسکو انکار ہی نہیں ہے۔ اسکو معجزہ کی ضرورت غرض حضرت ابو بکر صدیق راستے ہی میں سکر ایمان لے آئے اور جب مکہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مان درست ہے اس پر حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ آپ گواہ رہیں میں آپ کا بیلا مصدق ہوں لیکن یہ صرف قول ہی قول نہ تھا بلکہ اپنے فعل کے ساتھ اسکو مطابق کر کے دکھایا اور ایسا مطابق کیا کہ اخیر تک اسے نبیایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا حقیقت میں اس امر کی بہت بڑی ضرورت تھی کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہوں اگر انہیں مطابقت نہیں تو کچھ بھی نہیں آتی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے انا مہرہ الناس بالکبر وتلکھون انفسکم یعنی تم لوگوں کو تو نیکی کا کام کرتے ہو مگر اپنے آپ کو اس نیکی کا مخاطب نہیں بناتے بلکہ بھول جاتے ہو۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لم تقولون ما لا تفعلون مومن کو دورنگی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور انہیں مطابقت دکھاؤ۔ جب صحابہ نے اپنی زندگیوں میں دکھایا تم میں ان کے نقش قدم پر عمل کرے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔ حضرت ابو بکر صدیق کے نمونے کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ پر غور کرو جب ہر طرف سے قریش ہمارے پرے ہوئے تھے اور کھانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا وہ زمانہ بڑے ابتلا کا زمانہ تھا آج جب قدر رقم بھیجے ہوئے ہو ابی انی جگہ جو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا آج آجائے تو کون ہے جو سامنے دے۔ یا شاکر اور شاکر ہی کیون

سے یہ تفتیش شروع ہو کہ کس کس نے اس شخص کی بیعت کی ہے تو کتنے ہوں گے جو دلیری کے ساتھ کہہ دیں کہ ہم سب ایمان میں داخل ہیں میں جانتا ہوں کہ بعضوں کے ساتھ پاؤں سن ہو جاوے انہیں فوراً اپنی جاہدادوں اور رشتہ داروں کے خیالات آجاوے کہ میں یہ چوڑے پڑنے کے شکلات کے وقت ساتھ دنیا ہمیشہ کمال ایمان لوگوں کا کام ہوتا ہے تو اس زمانہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت ابتلا کا زمانہ تھا اور آپ کے قتل کے منصوبے ہو رہے تھے حضرت ابو بکر صدیق نے وہ حق رفاقت اور کیا کہ اسکی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔ یہ طاقت اور قوت جزایمان کے نہیں آتی۔ جب تک عملی طور پر انسان ایمان کو اپنے اندر داخل کرے کچھ نہیں بنتا۔ یہاں سازشی اسوقت تک دور ہی نہیں ہوتی۔ عملی طور پر جب آگ لگی ہوئی ہو تو ثابت قدم کھنکھنے والے ٹھوڑے ہی ہوتے ہیں حضرت سچ کے حواری اس آخری گھڑی میں جو نصیبت کی گھڑی تھی ان کو چوڑ کر بیاگ گئے اور بعض نے سامنے ہی لعنت بھی کر دی۔

حقیقت میں یہ بڑی عبرت کا مقام ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ایک وقت آیا تھا کہ مسلمین نے ہزار ہا دھوون کے ساتھ نماز پڑھی اور عہد کیا کسی نے اگر بیزیدی کی خبر دی تو سب چوڑ رہا گئے۔ اس قسم کے واقعات اور اسے نہیں۔ اپنے ایمان کا وزن کرو عمل ایمان کا زیور ہے اگر عملی حالت درست نہیں ہے تو حقیقت میں ایمان ہی نہیں ہے۔ یہ توکین میں ہوتا ہے جسے ایک خوبصورت کو سمجھ لی اور ہکا سا کر ابھی بنا دیا جاوے تو اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے انیسطریحہ ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے اور اگر بد عمل ہے تو کچھ بھی نہیں۔ حقیقی ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال میں ایک لذت پیدا ہو جاتی ہے اسکی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ نماز پڑھتا ہے جو نماز پڑھنے کا حق ہے گناہوں سے اسے بیزاری پیدا ہوتی ہے ناپاک مجلسوں سے نفرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کے واسطے اپنے دل میں ایک جوش اور تڑپ دیکھتا ہے وہی ایمان اسے سچ کی طرح صلیب پر چڑھانے سے نہیں روکتا وہ خدا کے لئے مٹانے والی کے لئے اپنا قیمتی طرح آگ میں بھی بڑھانے پر راضی ہوتا ہے جب وہ اپنی رضا کو رضا الہی کے ماتحت کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو عظیم جہات اللہ درجہ اسکی حفاظت اور نگران

ہو جاتا ہے وہ صلیب پر سے بھی زندہ اتار لیتا ہے اور آگ میں سے بھی صحت سلامت کمال لیتا ہے۔ ان عجائبات کو وہی دیکھتے ہیں جو خدا تعالیٰ پر پورا ایمان لاتے ہیں۔ غرض ابو بکر صدیق کا صدق اس آگ کے وقت ظاہر ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا تو بعض کی رائے اخراج کی ابھی تھی لیکن اصل قتل ہی تھا ایسی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے صدق و وفا کا وہ نمونہ دکھایا جو اب لااباد کیلئے نمونہ رہ گیا۔ اس عہدیت کی گھڑی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت صدیق کی فضیلت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ دیکھو اگر وہ ایسے بندہ کسی شخص کو کسی خاص کام کیلئے انتخاب کرے تو وہ رائے بہتر اور مناسب ہوگی یا ایک چوکیدار کی۔

اننا پر دیکھا کہ وہ ایسے کا انتخاب بہر حال ضرور اور مناسب ہو گا۔ کیونکہ جس حال میں سلطنت کی طرف سے وہ نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے تو اسکی وفاداری، فراموشی اور خیر کاردی پر سلطنت نے اعتماد کیا ہے تب زمام سلطنت اس کے ہاتھ میں دی ہے۔ یہ اسکی مناسب تدبیری اور معاملہ فہمی کو پس پشت ڈال کر ایک چوکیدار کے انتخاب اور رائے کو صحیح سمجھ لیا جاوے یہ نامناسب امر ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب تباہی وقت آپ کے پاس ہے۔ مگر صحابہ موجود تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس ہی تھے مگر آپ نے ان سب میں سے حضرت ابو بکر کو منتخب کیا۔ اس میں شریک ہے بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اسکی فہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کشف اور ابھام سے تباہ دیکھا کہ اس کام کے لئے سب بہتر اور موزون حضرت ابو بکر صدیق ہی ہیں۔

باقی آئندہ

بقایا دار احباب توجہ

کریں۔ وی پی جاری

ہو رہے ہیں

تفسیر القرآن مسیح الزن

گذشتہ اشاعت سے آگے

جسکے یہ صفحے ہیں کہ ہم کو اون سالکین کا راستہ بتلا جنہوں نے ایسی راہیں اختیار کیں کہ جن سے ان پر تیرا انعام وارد ہوا اور اہل لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے لا پرواہی سے سید راہ پر قدم مارنے کے لئے کوشش نہ کی اور اس باعث سے تیری تائید سے محروم رہ کر گمراہ رہے یہ تین حدیث ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ کہ نبی آدم اپنے اقوال اور افعال اور اعمال اور نبات کی رو سے تین قسم کے ہوتے ہیں بعض سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہیں اور صدق اور عاجزی کی حد کی طرف رجوع کرتے ہیں پس خدا بھی ان کا طالب ہو جاتا ہے۔ اور رحمت اور انعام کے ساتھ ان پر رجوع کرتا ہے اس حالت کا نام انعام الہی ہے اسی کی طرف آیت محدود میں اشارہ فرمایا اور کہا صراط الذین انعمت علیہم یعنی وہ لوگ ایسا صفا اور سید راہ راستہ اختیار کرتے ہیں جس سے فیضان رحمت الہی کے مستحق ٹھہرتے ہیں اور باعث انکے کہ ان میں اور خدا میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور بالکل رحمت الہی کے محاذی آچلتے ہیں اس جہت سے انوار فیضان الہی کے ان پر وارد ہوتے ہیں۔ دوسری قسم وہ لوگ ہیں کہ جو دیدہ و دانستہ مخالفت کا طریق اختیار کر لیتے ہیں اور دشمنوں کی طرح خدا سے موہنے پیر لیتے ہیں سو خدا بھی ان سے موہنے چھوڑتا ہے اور رحمت کے ساتھ ان پر رجوع نہیں کرتا اس کا باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ علالت اور ہزاری اور غضب اور عیظ اور ناراضا مندی جو خدا کی نسبت انکے دلوں میں بھی ہوئی ہوتی ہے وہی ان میں اور خدا میں حجاب ہو جاتی ہے اس حالت کا نام غضب الہی ہے اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے ارشاد فرما کر کہا غیو المعضوب علیہم تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو خدا سے لا پرواہ رہتے ہیں اور سعی اور کوشش سے اسکو طلب نہیں کرتے خدا بھی ان کے ساتھ لا پرواہی کرتا ہے اور ان کو اپنا راستہ نہیں دکھلاتا کیونکہ وہ لوگ راستہ طلب نہیں کرتے پس آپ سبھی کرتے ہیں اور اپنے تئیں اس صفحہ کے لایق نہیں بناتے کہ جو خدا کو قانون قدیم میں محنت اور کوشش کرنا لوگوں کو لئے مقرر ہے اس حالت کا نام اضلال الہی ہے جسکے یہ صفحے ہیں کہ خدا نے انکو گمراہ کیا ہے جسکے

اونہوں نے ہدایت پانے کے طریقوں کو بیکرد و جہد طلب نہ کیا تو خدا نے یہ پابندی اپنے قانون قدیم کے ان کو ہدایت بھی نہ دی اور اپنی تائید سے محروم رکھا اسی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا لا الضالین عرض حاصل اور خلاصہ ان تینوں صداقتوں کا یہ ہے کہ جسے انسان کی خدا کے ساتھ تین حالتیں ہیں ایسا ہی خدا بھی ہر ایک حالت کے موافق انکے ساتھ خدا تعالیٰ کرتا ہے جو لوگ ادھر راضی ہوتے ہیں اور دلی محبت اور صدق سے اسکو خواہان ہو جاتے ہیں خدا بھی انہیں راضی ہو جاتا ہے اور اپنی ضمانندی کے انوار اور نیر نازل کرتا ہے اور جو لوگ اس سے موہنے پیر لیتے ہیں اور خدا مخالفت اختیار کرتے ہیں خدا بھی مخالفت کی طرح ان سے معاملہ کرتا ہے اور جو لوگ اسکی طلب میں مستحق اور لا پرواہی کرتے ہیں خدا بھی ان سے لا پرواہی کرتا ہے اور انکو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے عرض جس طرح آئینہ میں انسان کو دیکھ کر نظر آتی ہے جو حقیقت میں شکل رکھتا ہے اسی طرح حضرت احدیت کو جو ہر یک کدورت سے مصفی اور پاک ہے محبت والوں کے ساتھ محبت رکھتا ہے غضب والوں پر غضبناک ہے لا پرواہی کے ساتھ لا پرواہی رکھنے والوں سے رک جاتا ہے اور جیکھنے والوں کی طرف جیکھتا ہے چاہنے والوں کو چاہتا ہے اور نفرت کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے اور جس طرح آئینہ کے سامنے جو انداز اپنا بنا دے گی وہی انداز آئینہ میں بھی نظر آئے گا ایسا ہی خداوند تعالیٰ کے رو برو جس انداز سے کوئی چلتا ہے وہی انداز خدا کی طرف سے اسکے لئے موجود ہے اور جن لباسوں کو بندہ اپنے لئے آپ اختیار کر لیتا ہے وہی تحنم ہو یا ہوا اسکا اسکو دیا جاتا ہے جب انسان ہر یک طرح کے حجابوں اور کدورتوں اور آلائشوں سے اپنے دل کو پاک کر لیتا ہے اور جن سینے اسکے کا مواد رو بہ ماسوائے اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے تو اس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے مکان کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کھول دیتا ہے اور سورج کی کرنیں اسکے گھر کے اندر چلی آتی ہیں لیکن جب بندہ ناراستی اور دروغ اور طرح طرح کی آلائشوں کو آپ اختیار کر لیتا ہے اور خدا کو حقیر چیز کی طرح خیال کر کے چھوڑ دیتا ہے تو اسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی روشنی کو نا پسند کر کے اور اس سے بغض رکھ کر اپنے گھر کے تمام دروازے بند کر دے تا ایسا نہ ہو کہ کسی طرف سے آفتاب کی شعاعیں اسکے گھر کے اندر آجائیں۔ اور جب انسان باعث جذبات نفسانی یا ننگ دماغی یا تقلید قوم وغیرہ طرح طرح کی غلطیوں اور آلائشوں میں گرفتار ہو اور سستی اور نکاس اور لا پرواہی سے اون آلائشوں سے پاک ہونے کے لئے کچھ سعی اور

کوشش نہ کرے تا وہ اسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازوں کو بند پاوے اور تمام گھر میں اندھیرا پھیل جائے اور پھر اوٹھ کر دروازوں کو نہ کھولے اور مانتا ہے یا ون توڑ کر بیٹھا ہے اور دل میں یہ کہہ کر اب اسوقت کون ادھے اور کون اتنی تکلیف اٹھا دے یہ تینوں مثالیں ان تینوں حالتوں کی ہیں جو انسان کے اپنے ہی فعل یا اپنی ہی سستی سے پیدا ہو جاتی ہیں جن میں سے پہلی حالت کا نام حسب تصریح گذشتہ کے انعام الہی اور دوسری حالت کا نام غضب الہی۔ اور تیسری حالت کا نام اضلال الہی۔ ان تینوں صداقتوں سے ہی ہمارے مخالفین بے خبر ہیں کیونکہ ہر سوچ والوں کو اس صداقت سے بالکل اطلاع نہیں ہے جسکے رد سے خدا تعالیٰ سرکش اور غضبناک بندوں کے ساتھ غضبناک کا معاملہ کرتا ہے چنانچہ ہر جو صاحبوں میں سے ایک صاحب نے اس بارہ میں انہیں دنوں میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس میں صاحب موصوف خدا کی کتابوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان میں غضب کی صفت خدا تعالیٰ کی طرف کیونکر منسوب کی گئی ہے کیا خدا ہماری کمزوریوں پر چڑھتا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر صاحب راقم کو اس صداقت کی کچھ بھی خبر ہوتی تو کیوں وہ ناحق اپنی اوقات ضائع کر کے ایک ایسا رسالہ چھپواتے جس سے ان کی کم فہمی ہر یک پر کھل گئی ہے اور ان کو باوجود دعویٰ عقل کے یہ بات سمجھ نہ آتی کہ خدا کا غضب بندہ کی حالت کا ایک عکس ہے جب انسان کسی مخالفت شر سے محجوب ہو جائے اور خدا سے دوسری طرف تیز پھیر لے تو کیا وہ اس لائق رہ سکتا ہے کہ جو کچھ محبوب اور صداقتوں پر فیضان رحمت ہوتا ہے ادھر ہی وہی فیضان رحمت ہو جائے ہرگز نہیں بلکہ خدا کا قانون قدیم جو ابتداء سے چلا آیا ہے جسکو ہمیشہ راست باز اور صادق آدمی تجربہ کرتے رہے ہیں اور اب بھی صحیح تجارب سے اسکی سچائیوں کو مشاہدہ کرتے ہیں وہی قانون ہے کہ جو شخص ظلماتی حجابوں سے نکل کر سیدنا خدا تعالیٰ کی طرف اپنے روح کا موہنے پیر کر اسکے آستانہ پر گر پڑتا ہے اور وہی فیضان رحمت خاصہ ایزدی کا ہوتا ہے اور جو شخص اس طریق کے برخلاف کوئی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے تو بالضرور جو ہر رحمت کے برخلاف ہے یعنی غضب الہی ادھر وار د ہو جاتا ہے اور غضب کی اصل حقیقت یہ ہے کہ جب ایک شخص اس طریق مستقیم کو چھوڑ دیتا ہے کہ جو قانون الہی میں افاضہ رحمت الہی کا طریق ہے تو فیضان رحمت سے محروم رہ جاتا ہے اسی محرومی کی حالت

کا نام غضب الہی ہے اور چونکہ انسان کی زندگی اور آرام اور راحت خدا کے فیض سے ہی ہے اس جہت سے جو لوگ فیضان رحمت کے طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ خدا کی طرف سے اسی جہان میں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ جس کے شامل حال رحمت الہی نہیں ہے ضرور ہے کہ انواع اقسام کے عذاب روحانی و بدنی اسکی طرف موہنے کریں اور چونکہ خدا کے قانون میں یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصہ او نہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو یاد کرتے ہیں اس باعث سے جو لوگ اس طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ طرح طرح کی آفات میں گرفتار ہو جاتے ہیں اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے قل ما یعبأ بکم دینہ لوکلا دعائکم۔ واللہ غفی عن العلمین یعنی انکو کچھ کے میرا خدا تمہاری پروا کیا کرتا ہے اگر تم دعا لگو اور اس کے فیضان کے خواہاں نہ ہو خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہیں وہ تو بے نیاز مطلق ہے اور آری سماج والے اور عیسائی بھی ان تینوں صداقتوں میں سے پہلے اور تیسری صداقت سے بے خبر ہیں کوئی ان میں سے یہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا انکو تعالیٰ سب لوگوں کو کیوں ہدایت نہیں دیتا اور کوئی یہ اعتراض کر رہا ہے کہ خدا میں صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کی ہدایت کی نسبت مغرض ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہدایت الہی انہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو ہدایت پانے کے لئے کوشش کرتے ہیں اور ان راہوں پر چلتے ہیں جن راہوں پر چلتا فیضان رحمت کے لئے ضروری ہے اور جو لوگ اضلال الہی کی نسبت مغرض ہیں انکو یہ خیال نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ اپنے قواعد مقررہ کے ساتھ ہر یک انسان سے مناسب حال معاملہ کرتا ہے اور جو شخص سستی اور نکاس سے اسکے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیتا ہے ایسے لوگوں کو بارے میں قدیم سے اسکا ہی قاعدہ مقرر ہے کہ وہ اپنی تائید سے انکو محروم رکھتا ہے اور انہیں کو اپنی راہیں دکھلاتا ہے جو ان راہوں کے لئے بدل و جان سچی کرتے ہیں پہلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لا پرواہی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اسکو ڈھونڈتا ہے اسی طرف ایک دوسرے مقام میں ہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور وہ یہ ہے والذین جاہلوا فینا
 یسعد بنہم سبیلنا یعنی جو لوگ ہماری
 راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انکو بالضرور اپنی
 راہ میں دیکھا دیا کرتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے
 کہ یہ دس صد اہل جو سورۃ فاتحہ میں درج
 ہیں اسقدر عالی اور بے نظیر صد اہل ہیں جنکے
 درجہ ذل کے لئے ہماری تمام محالین قاصر
 رہے اور پھر دیکھنا چاہئے کہ کس اعجاز اور لطافت
 سے اقل قلیل عبارت میں انکو خدا تعالیٰ نے
 بھر دیا ہے اور ہر اس طرف خیال کرنا چاہئے کہ علاوہ
 ان سچائیوں کے اور کمال اعجاز کے دوسرے
 کیا کیا لطایف ہیں جو اس سورۃ مبارکہ میں
 بھرے ہوئے ہیں اگر ہم سبکدوش سبب لطیف
 کو بیان کریں تو یہ مضمون ایک دفتر میں جا سکا
 صرف چند لطیفہ بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہیں
 اول یہ لطیفہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۃ
 فاتحہ میں دعا کرنے کا ایسا طریقہ بتلایا ہے
 جس سے جو ہر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہیں اور جس
 میں وہ تمام امور جمع ہیں جو دعائیں دلی جوش پیدا
 کرنے کے لئے نہایت ضروری ہیں تفصیل اسکی
 یہ ہے کہ قبولیت دعا کے لئے ضرور ہے کہ اس
 میں ایک جوش ہو کیونکہ جس دعائیں جوش نہ ہو
 وہ صرف لفظی طور پر ہے حقیقی دعا نہیں مگر یہ
 ہی ظاہر ہے کہ دعائیں جوش پیدا ہونا ہر ایک
 وقت انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ نسبت
 کے لئے شد ضرورت ہے کہ دعا کرنے کی وقت
 جو امور دلی جوش کے محرک ہیں وہ اس کے خیال
 میں حاضر ہوں اور یہ بات ہر ایک عاقل پر روشن
 ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی
 چیزیں ہیں ایک خدا کو کامل اور قادر اور
 جامع صفات کا ملہ خیال کر کے اسکی رحمتوں
 اور کرموں کو ابتداء سے انتہا تک اپنے
 وجود اور بقا کے لئے ضروری دیکھنا اور تمام
 فیوض کا مبداء اسی کو خیال کرنا۔ دوسرے
 اپنے تئیں اور اپنے تمام ہمتوں کو عاجز اور
 مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی
 دو امر ہیں جن سے دعاؤں میں جوش پیدا
 ہوتا ہے اور جو جوش دلانے کے لئے کامل
 ذریعہ ہیں وجہ یہ کہ انسان کی دعا میں تب
 ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئیں
 سراسر ضعیف اور ناتوان اور مدد الہی کا محتاج
 دیکھتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد
 سے یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بغایت درجہ کامل
 القدر اور رب العالمین اور رحمان اور
 رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچھ انسانی

حاجتیں ہیں سب کا پورا کرنا اسی کے ہاتھ میں
 ہے سو سورۃ فاتحہ کے ابتداء میں جو اللہ تعالیٰ
 کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے
 کہ جو تمام محالہ کاملہ سے متصف اور تمام خوبیوں
 کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالموں
 کی رب اور تمام رحمتوں کا چشمہ اور سب کو ان کے
 عملوں کا بدلہ دینے والی ہے پس ان صفات کے
 بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بخوبی ظاہر فرمایا
 کہ سب قدرت اسی کے ہاتھ میں ہے اور ہر ایک
 فیض اسی کی طرف سے ہے اور اپنی اسقدر عظمت
 بیان کی کہ دنیا اور آخرت کے کاموں کا قاضی
 الحاجات اور ہر ایک چیز کا علت العلل اور ہر ایک
 فیض کا مبداء اپنی ذات کو ٹھہریا جس میں یہ بھی
 اشارہ فرمادیا ہے کہ اس کی ذات کے بغیر اور اس
 کی رحمت کے بدون کسی زندہ کی زندگی اور آرام
 اور راحت ممکن نہیں اور پھر بندہ کو تزلزل کی تعلیم
 دی اور فرمایا ایاک نعبد و ایاک نستعین
 اس کے یہ معنی ہیں کہ اے مبداء تمام فیوض ہم تیری
 ہی پرستش کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے
 ہیں یعنی ہم عاجز ہیں آپ سے کچھ بھی نہیں کر سکتے
 جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہ ہو۔
 پس خدا تعالیٰ نے دعائیں جوش دلانے کے
 لئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور
 رحمت شاملہ دوسرے بندوں کا عاجز اور ذلیل
 ہونا اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرک ہیں جنکا دماغ
 وقت خیال میں لانا دعا کرنے والوں کے لئے نہایت
 ضروری ہے جو لوگ دعا کی کیفیت سے کسی قدر
 چاشنی حاصل رکھتے ہیں اور بہت خوب معلوم ہے کہ بغیر
 پیش ہونے ان دونوں محرکوں کی دعا ہوسکتی نہیں
 سکتی اور مجبوران کے آتش شوق الہی دعائیں اپنے
 شعلوں کو بلند نہیں کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے
 کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ
 کو یاد نہیں رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع
 نہیں کر سکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور در ماندگی
 اور کمزوری کا اقرار نہیں کرتا اس روح اس مولاکرم
 کی طرف ہرگز جھک نہیں سکتی غرض یہ ایسی نشا
 ہے جسکے سمجھنے کے لئے عمیق فلسفہ درکار نہیں
 بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی
 اور محقق طور پر دل میں منقش ہو تو وہ حالت
 خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی ہے کہ خالص دعا
 کرنے کا وہی ذریعہ ہے سچے پرستار خوب سمجھتے ہیں
 کہ حقیقت میں انہیں دو چیزوں کا تصور دعا کے
 لئے ضروری ہے یعنی اول اس بات کا تصور کہ خدا تعالیٰ
 ہر کس قسم کی رعبیت اور پریشانی اور رحمت اور بدلہ
 دینے پر قادر ہے اور اس کی یہ صفات کاملہ پیشہ

اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں دوسرے اس بات کا تصور
 کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الہی کے کسی چیز کو حاصل
 نہیں کر سکتا۔ اور بلاشبہ یہ دونوں تصور ایسے ہیں
 کہ جب دعا کرنے کے وقت دل میں جم جاتے ہیں۔ تو
 یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے
 ہیں کہ ایک مشکبوند سے متاثر ہو کر روتا ہوا زمین
 پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے
 آنسو جاری ہو جاتے ہیں یہی کل ہے جس سے
 ایک غافل مردہ میں جان پڑ جاتی ہے انہیں
 دو باتوں کے تصور سے ہر ایک دل دعا کرنے کی طرف
 کھینچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس
 سے انسان کی روح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی
 کمزوری اور امداد ربانی پر نظر پڑتی ہے اسی کے
 ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بخودی میں
 پہنچ جاتا ہے جہاں اپنی مقدر رستی کا نشان
 باقی نہیں رہتا اور صرف ایک ذات مطلقہ کا جلال
 چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذات رحمت کل اور
 ہر ایک ہستی کا ستون اور ہر ایک درد کا چارہ
 اور ہر ایک فیض کا مبداء دکھائی دیتی ہے آخر
 اس سے ایک صورت فنا فی اللہ کے ظہور پذیر
 ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق
 کی طرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کی طرف نہ اپنی
 ارادہ کی طرف اور بالکل خدا کی محبت میں گھوٹا
 جاتا ہے اور اس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور
 دوسری مخلوق چیزوں کی ہستی کا عدم معلوم ہوتی
 ہے اس حالت کا نام صراط مستقیم کہلایا ہے جس کی
 طلب کے لئے بندہ کو تعلیم فرمایا اور کہا ابدان الہی
 المستقیم یعنی وہ راستہ فنا اور توحید اور حجت
 الہی کا جو آیات مذکورہ بالا سے مفہوم ہوتا ہے
 وہ ہمیں عطا فرما اور اپنے غیر سے بکلی منقطع کر
 خلاصہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے دعائیں جوش پیدا
 کرنے کے لئے وہ اسباب حقہ انسان کو عطا فرمائے
 کہ جو اسقدر دلی جوش پیدا کرتے ہیں کہ دعا کرنے
 والے کو خودی کے عالم سے بے خودی اور ہستی کو
 عالم میں پہنچا دیتے ہیں اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا
 چاہئے کہ یہ بات ہرگز نہیں کہ سورۃ فاتحہ دعا کی
 کئی طریقوں میں سے نہایت مانگنے کا ایک طریقہ
 ہے جس پر جوش دل سے دعا کا صادر ہونا
 موقوف ہے اور جب طبیعت انسانی بقصد
 اپنی فطرتی تقاضا کے چلنا چاہتی ہے حقیقت
 یہ ہے کہ جسے خدا نے دوسرے امور میں قواعد
 مقررہ ظہور کر کے ہیں ایسا ہی دعا کے لئے بھی ایک
 قاعدہ خاص ہے اور وہ قاعدہ وہی محرک ہیں
 جو سورۃ فاتحہ میں لکھے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ
 جب تک وہ دونوں محرک کسی کے خیال میں نہ ہوں

تب تک اس کی دعائیں جوش پیدا ہونے کے موقعی
 راستہ دعا مانگنے کا وہی ہے جو سورۃ فاتحہ میں ذکر
 ہو چکا پس سورۃ مدوحہ کے لطایف میں سے یہ
 ایک نہایت عمدہ لطیفہ ہے کہ دعا کو موعظہ کات
 اس کے بیان کیا ہے۔ فتدبیر۔
 پھر ایک دوسرا لطیفہ اس سورۃ میں یہ ہے
 کہ نہایت کے قبول کرنے کے لئے پورے پورے
 اسباب ترغیب بیان فرمائے ہیں کیونکہ ترغیب
 کامل جو معقول طور پر دیا گئے ایک زبردست
 کشش ہے اور حصر عقلی کے رو سے ترغیب
 کامل اس ترغیب کا نام ہے جس میں تین تین
 موجود ہوں ایک یہ کہ جس شے کی طرف ترغیب
 دینا منظور ہو اسکی ذاتی خوبی بیان کی جائے
 سواس خبر کو اس آیت میں بیان فرمایا ہے اھل
 الصراط المستقیم یعنی ہم کو وہ راستہ
 بتلا جو اپنی ذات میں صفت استقامت اور
 راستی سے موصوف ہے جس میں ذرا کچی نہیں
 سواس آیت میں ذاتی ثناء اور راستہ کی بیان
 فرما کر اس کے حصول کے لئے ترغیب دی۔
 دوسری خبر ترغیب کی یہ ہے کہ جس شے کی طرف
 ترغیب دینا منظور ہو تو اس شے کے فوائد بیان
 کئے جائیں سواس خبر کو اس آیت میں بیان
 فرمایا صراط الذین انعمت علیہم یعنی
 اس راستہ پر چلو چلا چر چلنے سے پہلے سالکوں پر
 انعام اور کرم ہو چکا ہے سواس آیت میں راستہ
 چلنے والوں کا کامیاب ہونا ذکر فرما کر اس راستہ
 کا شوق دلایا۔ تیسری خبر ترغیب کی یہ ہے کہ جس
 شے کی طرف ترغیب دینا منظور ہو اس شے کے
 چوڑے نئے دالوں کی خرابی اور بد حالی بیان کی جائے
 سواس خبر کو اس آیت میں بیان فرمایا
 غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
 یعنی ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے
 صراط مستقیم کو چھوڑا اور دوسری راہ میں اختیار
 کیں اور غضب الہی میں پڑے اور گمراہ ہوئے
 سواس آیت میں اس سید بارستہ چھوڑنے پر
 جو ضرر مرتب ہوتا ہے اس سے آگاہ کیا غرض
 سورۃ فاتحہ میں ترغیب کی تینوں خبروں کو لطیف
 طور پر بیان کیا ذاتی خوبی ہی بیان کی فوائد ہی
 بیان کئے اور ہر اس راہ کے چھوڑنے والوں
 کی ناکامی اور بد حالی ہی بیان فرمائی تا ذاتی
 خوبی کو شکر طباخ سلیمہ اس کی طرف میل کریں
 اور فوائد پر اطلاق کر جو لوگ فوائد کے خزانہ میں
 ان کے دلوں میں شوق پیدا ہو اور ترک کرنے
 کی خرابیاں معلوم کر کے اس دیال سے دیرین
 جو ترک کرنے پر عاید حال ہوگا۔ (باقی آئندہ)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ سلسلہ کے لئے دیکھو حکم نمبر ۱۰)

نفس کو کبھی تو کل اور کبھی کبھی سراسر پیش کرتا ہے لیکن جب ظاہری بیماریاں اگر غلبہ کرتی ہیں تو پھر سب کچھ ہول جاتا ہے اور زندگی بھر کے لیکن جب وہ جانی بیماریوں کا ذکر ہو تو توکل کا نام لے دیتا ہے یہ کبھی غلطی اور غلط گناہ ہے ان دونوں نظاموں کو مختلف بیماریوں اور نظروں سے دیکھتا ہے۔ یعنی باطنی اور روحانی امور میں تو کبھی ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اور ظاہری امور میں اسکا نام شدید البطش رکھا ہے۔ یہ نادانی اور غلطی ہے خدا تعالیٰ دونوں امور میں اپنی صفات کی یکساں جلوہ نمائی کرتا ہے۔ پس جو لوگ امور دنیا میں تو سر توڑ کوشش کرتے ہیں اور اپنی زندگی کا اصل مقصد اور نشانہ اعظم سمجھتے ہیں اور دین کو بالکل چھوڑتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی عظمت اور اسکی صفات پر غور نہیں کرتے ہیں اسلام کے معنی تو یہ ہے کہ فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور فرمانبردار ہی رہو۔ پھر دیکھا کہ کما موعر کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ لگاتا ہے یہ وعدہ کر کے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھو لگا۔ اس وعدہ کا کچھ بھی پاس نہ ہو۔ ہمارے امام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کس قدر چھوٹے لفظ سے کام لیتے ہیں اور وہ کس قدر وسیع ہے۔ یہ زمانہ الفاظ کا ہے چنانچہ بڑی بڑی بی تقریریں لوگ کرتے ہیں لیکن جہاں کے معانی اور مطالب پر نظر کرو تو بہت ہی چھوٹے اور چھوڑے۔ لیکن برخلاف اس کے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی مختصر الفاظ اختیار کئے مگر انکا مفہوم اور مشاہد بہت ہی وسیع اور محیط ہے۔

مثلاً الفاظ بہت میں سے ایک یہ جملہ بھی ہے جہاں میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہو لگا۔ بظاہر یہ ایک موٹی اور چھوٹی سی بات ہے لیکن جو کہ اسکا مفہوم کس قدر وسیع ہے ایسا اقرار کرنے والے کو یہ الفاظ کیسا محتاط بناتے ہیں کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں ہر حرکت و کلام میں اس کو مد نظر رکھے کہ کیا میرا یہ قول و فعل یہ حرکت و کلام اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہے اور گناہ۔ کے کسی شعبہ میں تو داخل نہیں ہے؟ جب انسان ان امور پر نظر کرتا ہو اور خدا تعالیٰ کی اطاعت اور رضا جوئی اپنا مقصد بنالیتا ہے تو خدا تعالیٰ خود اسکی مدد فرماتا ہے اور اسکی مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو فرمانبرداری بڑی دولت ہے۔ یہی دولت ابراہیم کو ملی جسے اسکو ہر قدر معظم و مکرم بنادیا۔

خدا تعالیٰ کے ہر قسم کے فیض اور فیضان ہی فرمانبرداری پر نازل ہوتے ہیں مگر تھوڑے ہیں جو اس راز کو سمجھتے ہیں۔ اسوقت خدا تعالیٰ بھر ایک قوم کو معزز بنانا چاہتا ہے اور اس پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے لیکن اسکے لئے یہی وہی شرط اور امتحان ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا وہ کیا؟

سچی اطاعت اور لوری فرمانبرداری اسکو اپنا شعار بنانا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کر لو۔ دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کر کے دکھاؤ۔ پھر خدا تعالیٰ کی نصرت میں تمہارا ساتھ ہوگی اسکے فضلوں کے وارث تم بنو گے۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کو کچھ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفا نہیں کرتا یا شخص منافق مرتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فعاقبہم نفاقا فأنه قلوبہم یومئذ یلقونہ بما اخلف اللہ وعدہ

اس سے ہمیشہ بچتے رہو۔ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا بھابھا و اتصور کرتا ہے اور فی الحقیقت وہی حقیقی پناہ ہے اسوقت وہ اس سے وعدے کرتا ہے پس تم پر یہی مشکلات آئیں گی اور اسی میں تم بہت وعدے خدا تعالیٰ سے کرو۔ اور کرو تو ایفاء کرو ایسا نہ کہ ایفاء نہ کرنے کا وبال تم پر آئے اور خاتمہ نفاق پر ہو۔ (خدا ہم کو محفوظ رکھے آمین)

اور ہم کو بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ ہم سب ایک عظیم الشان وعدہ کر چکے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور جہاں تک طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتے ہیں گے اس وعدہ کو ایفاء کرنے کی پوری کوشش کرو۔ اور پھر خدا تعالیٰ ہی سے توفیق اور مدد چاہو کیونکہ وہ مانگنے والوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ انکی دعا میں مبتلا کر اور قبول کرتا ہے۔

پھر ایک اور عیب بتلایا ہے عیب ہی انسان کو محروم کر دیتا ہے اور منافق میں ہوتا ہے وہ جھوٹ بولنا ہے۔ عام جھوٹ بولنا تو وہ بھی ہے جو ایک حدیث میں آیا ہے۔ کفی بالکفر کذب ما سمع یعنی یہ بھی جھوٹ ہی ہے کہ انسان جو کچھ سنتے بلا سوچے سمجھے اسے بیان کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد میں بڑی بڑی برائیوں سے روکنے کا نسخہ بنایا گیا ہے۔ خود داری سکھائی ہے اور سخن سازی سے بچایا ہے۔ یہ عام قاعدہ ہو رہا ہے کہ دو میں آدمی جب مل کر بیٹھے ہیں تو کہتے ہیں کہ آؤ ذرا مجلس گرم کریں وہ مجلس گرم کرنا کیا ہوتا ہے کسی کی تحقیر شروع کر دی۔ کسی کے لباس پر کسی کی زبان پر کسی کے قد قامت

کسی کے علم و عقل پر غرض مختلف پہلوؤں پر کھینچ دینی اور ہنسی اور ناشرع کیا۔ اور بڑے بڑے جہتے یہہ ناپاک اور مہمودہ سلسلہ کلام خدمت غیبت۔ اور دروغ گوئی تک جا پہنچا۔ پس ہمیں مناسب ہے کہ ایسی مجلسوں کو ترک کر دو۔ جہاں سے تم بغیر لعنت کے اور کچھ لیکر نہ آؤ پھر خدا تعالیٰ نے اس لئے فرمایا ہے

کونوا مع الصادقین
صادقوں کے ساتھ رہو۔ کیونکہ وہ ان کو بجز صدق اور کوئی بات ہی نہ ہوگی۔ ایسی تمام مجلسوں سے الگ ہو جاؤ جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذکر نہیں ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ سوہن بہت ہی چیز ہے اس سے بہت بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ غیبت اور دروغ گوئی یہہ ہی سوہن ہے پیدا ہوتی ہیں اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ایاک والظن فان الظن اکذب لحد سوہن سے انسان بہت جھوٹا ہو جاتا ہے اور ظنون بجائے خود بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس جھوٹ اور غلطی سے بڑی بھڑک کرین لگتی ہیں اور انسان ہلاک ہو جاتا ہے + اس سے بچو! بھڑکجو! اور بھڑکجو! اس معاملہ میں مورتوں اور مردوں میں ایک تفاوت ہے اور ان کے مراتب مختلف ہیں۔ عام طور پر عورتیں ناقصات عقل و دین کہلاتی ہیں۔ ایک عظیم الشان عورت کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے میں کو لکھ تباہوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بعض نے سو ظنی کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی تصویر فرمائی اور ان بد ظنی کرنے والوں کے لئے حکم آیا۔

لولا اسمعتم
یعنی یہ عائشہ صدیقہ کی سنت کوئی بات تم نے سنی تھی تو کیوں تم نے سنتے ہی نہ کہا کہ یہ بات تو منہ سے نکالی گئی کے قابل نہیں بلکہ تم یہہ کہتے ہو کہ اسے انکس پاک ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے مگر

ہذا اجتہدکم عظیم
یہہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعظکم۔ اللہ تعالیٰ تمہیں وعظ کرتا ہے کہ ایسا پھر نہ کرنا۔ یہہ ابد کے لئے حکم ہے کہ جب کسی کی نسبت کوئی ایسی بات نہ ہو تو کہہ دو کہ بہتان ہے۔ سو ظنی کرنی شروع نہ کرو۔ پھر یہہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ اس قسم کی باتوں میں گرفتار ہوتے ہیں۔ یعنی دوسرے کو متہم کرتے ہیں وہ ہرگز نہیں مرتے جب تک خود اس اتہام کا شکار نہ ہوں۔ اس لئے یہ بڑے ہی خوف اور خطرے کا مقام ہے۔ انھوں نے لوگ ان باتوں کو معمولی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بہت ہی ضروری امور ہیں۔ جہاں تک تم سے ہو سکے سچی کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگو کہ وہ ہمیں سوہن سے

محفوظ رکھے پھر اسکے بدتمایج غیبت۔ دروغ گوئی۔ دوسرے کی تحقیر۔ بہتان وغیرہ سے بچائے۔

عرض

خدا تعالیٰ ماموروں اور نبیوں کی وفات و برکات سے محروم رکھنے کا سبب مختصراً یہ ہیں۔ آئی۔ تحقیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ اور پھر اسکی خلاف ورزی پر جھوٹ۔ دیکھو تم جو احمدی کہلاتے ہو تمہاری ذمہ داری بہت بڑی ہوتی ہے تم نے وعدہ کیا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھو لگا۔ تمہیں ہر وقت یہ وعدہ نصیب العین رہنا چاہئے۔ کیسی عمدہ خلاق ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ ہو اور پھر سنتے ہی سوہن ظنی پیدا ہو۔ اس کی ذرا ہی برداشت ہو کہ ان الظن اکذب لحد میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و شگرتی نہ کرے تو ایسے لوگ جو سوہن ظنی کے مرض میں گرفتار ہیں وہ خود ان سوہن ظنیوں کا نشانہ ہو کر مرتے ہیں۔ پس خدا سے ڈرو۔ اور اپنے ان عمدہ کالچ اور جوہر کو خدا کے مامور کے ہاتھ پر رکھو کہ دین کو دنیا پر مقدم کر لگا انسان چاہتا ہے کہ دنیا میں معزز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزت اور سچی تکریم خدا تعالیٰ سے آتی ہے وہی ہے حلی یشان ہے تعز من تشکو وتذل من تشاء اور پھر حقیقی عزت انبیاء و رسل اور انکے سچے اتباع کو دی جاتی ہے۔

قل العزۃ للہ والشکوۃ للہم صابین جمیعاً
ساری کی ساری مزیں اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں اور سچے مومنوں کے لئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام اسلام کی وجہ سے دنیا میں معزز اور مکرم ہوئے۔ اذ قال ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ پھر وہ ابراہیم الذی انی جسے خدا تعالیٰ کے ساتھ صدق و وفا کا پورا نمونہ دکھایا۔ پھر وہ ابراہیم الذی انی بقلب مسلم۔ پس اس سے نتیجہ نکال لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو کیا چاہتا ہے سچی فرمانبرداری صدق و وفاداری اور قلب سلیم ان باتوں کے ساتھ وہ راضی ہوتا ہے یہی باتیں ہیں جو اسلام کو مکمل کرتا ہے۔ انہیں کے احیاء کے لئے اسوقت خدا تعالیٰ نے تم میں اپنا مہدی اور مسیح نازل کیا ہے۔ اسے دین میں ہر گز دھڑکی نہ سہا۔ ہے جو ان باب کا علم قرآن مجید میں موجود جو قرآن شریف پر تدریس کرنے سے آتا ہے اور اس کے ساتھ تقویٰ کی یہی شرط ہے میں سچ کہتا ہوں کہ یہ باتیں درس تدریس سے نہیں آتی ہیں یہہ علوم جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ درس تدریس سے آتی ہیں نہ سکتے بلکہ وہ تقویٰ اور محض تقویٰ سے ملتے ہیں۔ و اتقوا اللہ وعلکم اللہ اگر محض درس تدریس سے آتے تو پھر قرآن مجید میں مثل الذین حلوا النودۃ کمثل الحنظل کیوں ہوتا۔ (باقی آئندہ)

زلزلہ کی پیشگوئی اور پیشہ

نیش مقرب نہ از پے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

پیشہ اخبار کے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو عناد اور
تقصیب ہے وہ اسکی تحریروں سے ہمیشہ ثابت
ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علی العموم میں اسکی
تحریروں پر بہت ہی کم نوٹس لیا جاتا ہے اور وہ
اصل اب ضرورت ہی نہیں رہی جبکہ اللہ تعالیٰ
کے کلمہ کیلئے تائیدی نشان انکے صادق ہونے
کی تصدیق اور تائید میں ظاہر ہو رہے ہیں اور
آسمان انکی نفرتوں پر جھکا ہوا ہے اور زمین کی
تائید کے لئے بول رہی ہے! این
حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم سبیت
زلزلہ کی پیشگوئی جس خوبی اور صفائی سے
پوری ہوئی اور خدا تعالیٰ کی اس تہریخی
نئے جو رنگ دکھایا اس کے بعد اسکی کھاتی
تھی کہ بہت سے شوریدہ سہرائی اصلاح کر لیں
لیکن مجھے افسوس ہے ظاہر کرتا ہے کہ
پیشہ اخبار بجائے اسکے فائدہ اٹھاتا بڑی
بے باکی کے ساتھ پہلے سے زیادہ سوخ ہو کر
غلط کرتا ہے چنانچہ گمراہی شہ قادیان کی اشاعت
میں اس نے ایک نوٹ لکھا ہے کہ "زلزلہ
کی پیشگوئی ان کرنا حرم قرار دینا چاہیے"
میں نے اس نوٹ کو بالکل خالی اللہ میں ہو کر
پڑھا ہے اور میں بڑی حیرت سے یہ کہنے کو تیار
ہوں کہ یہ نوٹ پیشہ اخبار کی علمی واقفیت پر ہی
پانی پیرنے والا نہیں بلکہ اسکے مذہب اور عقائد
کی ہی حقیقت کہتا ہے۔
اگر گورنمنٹ کی قانون بنانے والی کونسل میں
ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی جو اصول قانون
سازی اور قانون سے محض ناواقف اور کور
ہوں تو غالباً پیشہ اخبار کے جہان گرد ایڈیٹرس
محبوب عالم کو اس کونسل میں داخل کر لینے کو
لئے انکا یہ مشنوں ایک اچھی سپارش کا کام
دیتا ہے اگر افسوس ہے کہ واضعاً قانون کی
کونسل میں ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں
اگر پیشہ اخبار کے مسلمان کہلانے
والے ایڈیٹری انکھ سے دیکھا جاوے اور
سابق انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں پیشہ
کا ایڈیٹری معزز سرکاری عہدہ پر ہوتا تو میں
یقین کرتا ہوں کہ مسلمان محبوب عالم کو یہ فخر
پہلے حاصل ہوتا کہ وہ نبیوں کی گرفتاری کا حکم

صادر کرنے والا ہے۔
میں اس امر کو آگے چل کر بیان کر دینگا کہ نبیوں
کے انذار اور تحویف مجرمانہ میں کیا فرق ہے
سروست میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ پیشہ اخبار
کے ایڈیٹری غفلت اسکی کیا فوٹے دیے رہی جو
اگر نبی نوح انسان کو خدا سے وحی و قیوم کی
عبادت کی طرف متوجہ کرنا تحویف مجرمانہ ہے تو
کیا اسکا از کتاب پر ہر نبی نے کیا ہے؟ لیکن
ہے اس منہ پر جو کسی نبی کی نسبت ایسا خیال کر
کہ انہوں نے تحویف مجرمانہ کی۔
اگر فسق و فجور سے باز رکھنے کا نام تحویف مجرمانہ
ہے تو سب نبیوں کی تعلیم تھی کیا وہ پیشہ اخبار کے
ایڈیٹری کے بیان کے موافق سب کے سب تحویف
مجرمانہ کر رہے تھے؟ ہر منشی محبوب عالم! دیکھ
تو ایک راستہ انکی عداوت اور دشمنی کو جو
کستہ رحم سے بڑھ چلا ہے تیرے حملے خدا کے
سیح موعود سے متجاوز ہو کر تمام راستہ بدون
اور برگزیدوں پر ہونے لگے میں تو اپنے ذہن پر
تیرے مصدوم نبیوں پر جلانے لگا ہے اسلئے
آسمان رائے سز و گزند بار و بزمین
بالکل سچ ہے۔ کیا تو نے نہیں پڑھا کہ انی اننا
النبیون الیہ یاتون کہنے والا کون تھا؟ تھا اور
ذرا کہوں کرتا کہ کیا تیرے نزدیک وہ بھی تحویف
مجرمانہ کر رہا تھا؟ اسے نادان ذرا سوچ کر
جواب دے! تو نبیوں کی جب کہتا اور خدا تعالیٰ
کی مجید کتاب کو میں پشت ڈالتا ہے کیا تو نے
نہیں پڑھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم کو کیا کہا
انی لکم صندہ نذیر صبیح
اور یہ خدا تعالیٰ نے فرمایا لئن دھام الہی
وما حولہا کیا یہ انداز تیری رائے میں تحویف
مجرمانہ تھی؟ اسے حق کے دشمن! نبیوں اور
راستہ بدون کی تعلیم اور ان کے مقاصد و اغراض
سے ناواقف انسان! اپنے گریبان میں منہ ڈال
اور اس اپنے اعتراض کو بڑھاد اور بڑھاد اور
بڑھاد اور یہ خدا کے راستہ بدون کی سیرت پر
نظر کر شاید تجھے کچھ سبق حاصل ہو۔
اگر فتح موسیٰ ہووے تو طوطا صانع یوتسن
سیح علیہم السلام اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے نذیر کیلئے
تحویف مجرمانہ کے مترکب نہیں اور
ہرگز نہیں تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ
مرزا غلام احمد خدا کا سیح اور مہدی ہی
نذیر کیلئے تحویف مجرمانہ کا مترکب
نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے۔
میں حیران ہوتا ہوں کہ پیشہ اخبار کے ایڈیٹری

ایسا بیہودہ اعتراض کیوں کیا؟ اس اعتراض
سے پہلے اگر وہ تحویف مجرمانہ کی تعریف ہی
پڑھ لیتا تو چاہتا۔ پیشہ اخبار اگر قانون کی اصول
سے ناواقف تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہے کیا
اسے اپنی اپریل کی تحریر ہی یاد نہیں رہی۔
کہ حضرت مسیح موعود کا ان اشتہاروں سے ذریعہ
لوگوں کو آگاہ کر سکا منشا کیا ہے؟ سن!
میں خود ہی تجھے بتا دیتا ہوں کیونکہ مرزا دوتا
فراموش۔
آئندہ اتنی بات میں مجھے ہی مرزا صاحب
سے اتفاق ہے کہ گناہگار بندے تو بہ
داستغفار کر کے نیکی اور خدا پرستی کیلئے
مشغول ہوں۔ دروازہ پر اخبار لا رہا ہے
اب انصاف کرو اور اپنے گھبرائوں کے آئندہ
کیا حضرت اقدس کی غرض اور منشا انصاف طور پر
ان الفاظ سے ظاہر نہیں ہوتا؟ حضرت اقدس
ان اعلانوں کے ذریعہ کیا چاہتے ہیں؟ یہی کہ
مخلوق تو بہ واستغفار کرے اور نیکی اور خدا پرستی
میں مشغول ہو۔ اب اگر پیشہ اخبار کے دانشمند
ایڈیٹری کے مشورہ پر عمل کیا جاوے تو اسکے بیچنے
میں کہ لوگوں کو ایسی دعوت کرنا تحویف مجرمانہ ہے
زلزلہ کی پیشگوئی کے اعلان مخلوق کے لئے
اور خود گورنمنٹ عالیہ کے لئے ایک اہمیت
اور ہمت میں۔ اسلئے کہ ان اعلانوں کے ذریعہ
جس قدر لوگ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ صلح کا سچا
عہدہ بندہ لیں گے اور فسق و فجور سے باز آجائیں
اسی قدر انکی اخلاقی اور مجاہد حالت درست ہو جائے
گی اور اسقدر جرائم کم ہو جائیں گے۔
جو گورنمنٹ کیلئے بیش قیمت امداد ہے۔
پس کیا پیشہ اخبار حضرت اقدس کے بر خلاف
یہ نہیں چاہتا ہے کہ لوگ غافل ہو کر اپنی شرارتوں
اور خستہ بین لانا تہا تری کریں اور اس طرح
وہ نوح انسان کیلئے خود بخود دشمن اور گورنمنٹ
کے لئے ایک دکھ دینے والے فرزند ثابت ہوں
کیونکہ جبکہ پیشہ اخبار ان اعلانوں کی ہستی اڑا
رہا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی پیشگوئیوں سے
روکنے کا مشورہ دیتا ہے تو اسکے معنی اور
کیا ہو سکتے ہیں؟
یہ کہنا ہرگز درست نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ
کی تہریخی تبلیوں کو دیکھیں اور ایسی پیشگوئیوں
کے کرنے کے بغیر ہی لوگوں کی اصلاح ہو سکتی
ہے؟ اگر ایسا ہو سکتا تو کیا پیشہ اخبار کو خود
خدا تعالیٰ معاف نہ ظالم اور سفاک تھا جو اس
انبیاء علیہم السلام کے عہد میں زمینوں کے تختے
اٹ دیتے اور موجودہ نسلیں فرماتا کہ

نہیں ہرگز نہیں اسکو انصاف اور عدل کا یہی
اقتضا تھا۔ غرض
اگر کسی نبی کا محض خدا تعالیٰ کے لئے انداز کرنا
اور اس غرض سے انداز کرنا کہ لوگ اپنے اعمال
کی اصلاح کریں ان کے معاملات صاف ہوں
وہ بدعاشیوں اور بدکاریوں سے باز رہ کر
خدا تعالیٰ کے فرمان بردار بندے بنیں یہ تحویف
مجرمانہ ہے تو یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس
اور صلح کاری کس چیز کا نام ہے۔
پہر پیشہ اخبار لکھتا ہے کہ ایسی پیشگوئیوں سے
غیر ضروری انتشار پھیلتا ہے میری سمجھ میں
نہیں آتا کہ اس فقرہ کے معنی ہی کیا ہیں کیا
لوگوں کو حفظ اقدم کے طور پر اپنے مال و
جان کی حفاظت کیلئے ملامت اس پاک تبدیلی
کے جو ان کے چال چلن کے اندر ہوتی چاہیے
سعی کرنا غیر ضروری خوف ہے؟ یا یہ ملک اور
ملکہ کیلئے نکتہ غالباً پیشہ اخبار یہ چاہتا
ہوگا کہ لوگ غیر ضروری بے خوفی اور بلا باکی
میں پرگزندی اور اوباشی میں ترقی
کریں خدا تعالیٰ سے رشتہ عبودیت قطع کریں
اور اپنی بے باکیوں کی پاداش میں غضب الہی
کے پیر کاٹنے والے ٹکڑے کر ملک ہوں اور
پہر پیشہ اخبار کو موقع ملجاوے کہ وہ گورنمنٹ
پر اعتراض کرے کہ اس نے رعایا کی خبر داری
نہیں کی زمینوں اور مجروحوں میں گوروں
کالوں کا سوال اٹھائے؟ جیسا کہ دہر سالہ
کے مجروحوں کے متعلق اسے لکھتا ہے۔
اگر غیر ضروری خوف اور انتشار ہے تو پیشہ
کے نزدیک گورنمنٹ ہی بیہودہ کارروائی کر رہی
ہے جو طبقات الارض کے مابین کی کمیٹی میں
اس سوال فیصلہ چاہتی ہے کہ آئندہ زلزلہ
کا خطرہ تو نہیں اور اس کام کیلئے ہزار
روپیہ صرف کرنے کو آمادہ ہے اس کو متعلق
خاص رپورٹ تیار ہوگی! اس نے پیشہ اخبار
کے خیال میں خزانہ ہند پر ایک بیہودہ بوجھ
رکھ دیا جو حادثات ارضی و سماوی
کا ایک ٹھکانہ تجویز کیا۔
اسے حق کے دشمن! تیری زبان سے کئی
ہی نہیں بچا نظر آتا۔ تو ال ملک کو غافل
کرنا چاہتا ہے اور گورنمنٹ کو غلط راہ پر
ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر یاد رکھ
تیری ایسی بیہودہ راؤں کی کچھ بھی قوت
نہیں اور کوئی بھی اثر نہیں۔
اب اس آرجل کو ختم کر دے پہلے میں
دیکھا یا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس سیح موعود

کیاں، شہنازوں سے کیا منشا ہے؟
 اشتہار و مصیبت میں یہ اپنا منشا ظاہر کیا
 تو دستور انہو اور بیدار ہو جاؤ کہ اس
 زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت
 آگیا ہے اب اس دریا سے پار ہونے کیلئے
 بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں ہوسکتی
 کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اس کے
 کوئی امن نہیں رہا اب وہ گہرا اٹھا کر اور سوز
 و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو اور
 راستی میں چھو کر اپنی قربانی آپ ادا
 کر دو اور تقویٰ کی راہ میں پورے زور سے
 کام لیکر اپنا بوجہ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا ہر
 رحیم و کریم ہے کہ روئے والو نیز اسکا غصہ
 تھم جائے گا مگر وہی جو قبل از وقت روئے
 میں نہ مردوں کی لاشوں کو دیکھ کر وہ تو
 کرتیوالوں کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی
 "مال سکتا ہے" ہوسکتی کر دو اور خدا کے رحم
 کے اسید واد ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کی طرف ہر
 فوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو
 بیمار کی طرح افتان و خیزان اسکی رضائے
 دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ اور اگر یہی
 نہیں مردہ کی طرح اپنے اٹھائے جائیگا ذریعہ
 صدقہ خیرات کی راہ سے پیدا کرو نہایت
 تنگی کے دن میں اور آسان برفدا کا غضب
 ہرگز ہائے۔ آج محض زبانی لاف گزاف
 سے تم پار نہیں ہو سکتے ایسی حالت بناؤ اور
 ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور اسے
 تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحم و کرم جو
 ہو جائے اپنی خلوت کا ہون کو ذکر الہی کی
 جگہ بناؤ اور اپنے دل و نیر سے ناپاکیوں کے
 زنجیر دور کرو بجائے کمینوں اور جھلون اور
 بد زبانوں سے پرہیز کرو اور قبل اسکے کہ وہ
 آوے کہ انسانوں کو دیوانا سا بنا دے۔
 بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانہ بن جاؤ
 پھر لا تذر الہ اندا۔ اور اللہ میں
 مندرجہ ذیل تبلیغ کی ہے
 حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر
 اور ہو گا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ مدعی
 باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان
 در بیان ہے شناخت کر لیں۔ پس اسے غرض
 جلد ہر ایک ہی سے پرہیز کرو کہ ہر سے
 جائیگا ان نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو
 نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو فسق
 و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو
 دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیائے

غور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو
 خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک
 جو خدا سے مقدس نبیوں اور رسولوں کو بدزبانی کر
 یا کر تاراج اور بازنہیں آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکھو
 آج میں سنہ بیکار دیا زمین ہی سنتی ہے اور
 آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر غلطیوں
 راہ پر گامزن ہو گا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں
 ناپاک کرے گا وہ پکڑا جائیگا۔
 خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اتار
 کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی۔ پس اٹھو
 اور ہشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے۔
 جسکی ساری کتابوں میں خبر دی گئی تھی مجھے اس
 ذات کی قسم ہے جسے مجھے بھیجا ہے
 کہ یہ سب باتیں اوسکی طرف سے ہیں میری
 طرف سے نہیں ہیں کاش۔ باتیں ایک طرف سے
 دیکھی جاویں۔) انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر
 فسق و فجور کو چھوڑ دے کو شہ اس میں اس کا
 نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ
 لگ چکی ہے۔ اٹھو اور اس آگ کو اپنے
 آئینوں سے بچاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو
 شخص گناہ کرتا تھا اسکو تکہ پوتا تھا کہ اپنے تئیں
 قتل کر دے پس یہ حکم تبار سے نہیں ہے
 مگر یہ تو ضرور چاہئے کہ اسقدر توبہ استغفار
 کرو کہ گویا مرنے جاؤ تا وہ حلیم خدا
 تمہیں رحم کرے۔ آمین)
 پس میں محض اخیر غوی مخلوق کیلئے ہمدی
 سے ہر سے ہونے والے کلمات یہ اشتہار شایع
 کرتا ہوں کہ جہان تک ممکن ہو اپنی اصلاح کرنی
 چاہئے۔ کم از کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور
 اور شمشے اور پٹنسی کے دشمن ہو جانا چاہئے
 بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا جہد کرے اور اگر
 قربانی ہی کرے تو بہتر ہے۔ اور شمشے والی
 مجلسوں سے الگ ہو جائے یا درہے کہ اگر
 کسی کا مذہب اور عقیدہ راستی پر ہے مگر وہ
 شمشے کے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور
 بدزبانی کرنا تو انکی زبان میں ان تئیں ملتا آؤ
 فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ایک قسم کی
 شرارتوں سے اور جو کوئی لوہیوں اور ناحی کے
 خون اور چوری سے دشمن ہے اور غریب
 اور سکیں اور شرافت سے گزارہ کرتا ہے وہ
 اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت
 میں مواخذہ کے لائق ہو گا مگر دنیا میں خدا کا
 جو رحم و کرم ہے دوسروں کی نسبت اس پر
 رحم کرے گا۔)
 (بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی

اسکا علاج نہیں کوئی ہے جو ہماری اس بات پر
 ایمان لائے اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر
 سنے کہ یہ ہی ملک کی بد قسمتی ہے جو خدا کے کلام
 کو شمشے اور پٹنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے
 دل دڑتے نہیں)
 (پس اسے عزیز و اقارب جو خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان
 لائے ہو ہشیار ہو جاؤ اور اپنے توبہ کے جامہ کو
 خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب
 آسان پر ہر گاہ ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا
 چہرہ دکھاوے بجز توبہ کے کوئی باہ نہیں بھلا
 ہو گئے وہ لوگ جنکا کام شمشے اور پٹنسی ہے جو
 گناہ اور مصیبت سے باز نہیں آتے اور ان کی
 مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں
 اور انکی زبانیں مردہ سے بدتر ہیں۔ وہ بار بار
 کی شویخوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو ہر گاہ
 میں۔ وہ دلوں کے اندر ہے میں۔ اور خدا تعالیٰ
 فرماتا ہے کہ اس روز میں اوں پر تم کروں گا جن
 دل مجھ سے نرسان اور ہر اسان میں جو نہ
 بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں
 بیٹھتے ہیں)
 کوئی سید الفطرت اور رشید انسان تبارے
 کاس کا نام اتخو یف محمد مانہ ہو سکتا ہے یا
 یہ اعلیٰ درجہ کی رفاه عام ہے۔ لیکن یہ اختیار
 کا ایڈیٹر ضرور اسکو تخو یف محمد مانہ ہی کہے گا تم
 آخر میں میں نہایت ادب سے عرض کرنا چاہتا
 ہوں کہ یہ سید اخبار کا یہ طریق فی الحقیقت گورنٹ
 کیلئے قابل توش ہے جو اہل ملک کیلئے ایسی
 راہ پر ڈالنا چاہتا ہے جو امن اور صلح کاری کو
 خلاف ہے ایک شخص خدا تعالیٰ سے خبر لے کر کہتا
 ہے کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک آفت آنے
 والی ہے اسلئے اسے اہل ملک تم اپنی اصلاح
 کرو۔ وفاداری اور صدق سے کام لو۔ باجمہ کسی
 قسم کی بدعتا ملکی خون چوری وغیرہ جرمیں
 سے باز آؤ۔ خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف کرو۔
 اب ان ساری باتوں پر اگر کوئی قوم اور ملک
 عمل کرے تو وہ فرشتوں کی سرزمین ہو جائے گی
 حکمران کیلئے شکر گزاری کی زندگی بسر کرنے
 کا موقع ملے۔ امن اور صلح کاری سے وہ زمین
 پر جاوے لیکن ایک شخص مقابل اٹھتا ہے
 وہ کہتا ہے اسکو روکو یہ لوگوں کو ڈرانا ہے یہ
 جرم ہے صاف سمجھ میں آسکتا ہے کہ یہ دونوں
 میں سے کون ملک اور قوم کا خیر خواہ ہے
 یہی یہ بات کہ ان پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے
 صبر کرو تجربہ خود بتا دیگا۔ میں صرف اسقدر
 کہتا ہوں کہ یہی تعلیم اس روحانی معلم نے

۱۱ مئی ۱۹۳۷ء جبکہ ابی پنجاب میں طاہون شروع
 ہی ہوئی تھی دی تھی اور کہا تھا کہ یہ آگ تمام
 ملک میں لگ جائیگی ہے مجھے دکھایا گیا ہے
 کہ فرشتے اس کے بودے لگا رہے ہیں بلکہ
 لوگ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اپنے اعمال
 میں پاک تبدیلی کریں مگر فیضان انسان کے دشمن
 یہ اشتہار نے سب سے پہلے اس اشتہار پر پٹنسی والی
 اور شمشے والے لوگوں کو توبہ اور رجوع الی اللہ
 سے اسطرح روکا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج پنجاب
 طاہون کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے اور لوگوں نے
 اپنی مالیاتی تباہی سخت حیران ہے۔ اسطرح آیا
 خطر سے نہایت تنگ مٹی اور پاک غرض کی بنا
 پر خبر دی گئی ہے کہ لوگ اصلاح کریں اور اپنے اندر
 پاک تبدیلی کریں۔ طاہون کے اشتہار کی طرح اس پر
 ہی پٹنسی اثراتی جاتی اور لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے
 جو بہت ہی بری فال ہے لیکن اسے تو شمشے
 اگر ملک اور قوم کی کچھ ہی ہمدی تبارے
 دل میں ہے تو اسوقت کو غنیمت سمجھو اور اس
 خبر دینے والی باتوں پر شکر گزاری سے عمل کرو
 وہ تم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ تم دنیا میں امن
 اور صلح کاری پہلانے والے ہو جاؤ۔ اور
 ہر قسم کی بدیوں سے پاک ہو جاؤ۔
 اگر یہ تعلیم بری ہے تو بیشک چھوڑ دو لیکن اگر
 مفید ہے اور ضرور مفید ہے تو انہائے وطن
 کے دشمنوں کی باتیں مت سنو۔ وہ نہیں غفلت
 میں ڈالنا چاہتے ہیں۔
 مراد انصیحت بود کر دیم

ریاکار

الہامی دعا | رب کل نعمے خادک حضرت مسیح و
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عجیب تاثیر الہامی دعا
 اسکو میرے عزیز بیانی منشی محمد رفیع ملک رفاه عام
 پر پہلے پورے نہایت عمدہ کاغذ پر نقش کر کے چھاپا
 انکی غرض یہ ہے کہ ان فضول و لغو تصاویر کی بجائے دعا
 کروں میں اور ان کی دعا اور اسطرح صرف وقت جیسے
 دعا پر نظر پڑنے کی بجائے دعا کی جاتی ہو کہ اس پر ایک لفظ لکھا
 پیدا ہو کر دعاؤں کیلئے خوش پیدا ہو گا۔
 اس دعا کی نسبت حضرت مسیح و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 اس طرح فرمایا کہ ان کی دعا ایک ہر جگہ کیست اوہ انہ
 کی ہر جگہ کیست اوہ انہ کی ہر جگہ کیست اوہ انہ
 سے زیادہ خریدار الیکو ایک مہینہ بی بی بی بی بی
 اور ایک سو فیصد والو کو عید منی سکڑہ دے گا۔
 سید عباسی صاحب نے دعا کی و وہ عجیب نقشے جو کہ
 جن میں سے ایک میں حضرت اقدس کی دعائیں جو عز کی

وطن کی خواہش ہی تھی

انبار وطن کے لائق ایڈیٹر کو جب یہ عزت ہوئی تھی کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف قلم اٹھائے اور جہانگیر مجھے ایڈیٹر صاحب ذی انصاف اور واقفیت سے میں جانتا ہوں کہ وہ اس مذاق کو ہمیشہ ناپسند کیا کرتے تھے۔ وطن میں ایسی بھڑوں کے اندراج نہ انہوں نے ہرگز کیا ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب وہ کیا امور پیش کئے ہیں جو انہوں نے وہی شہرہ لو کے وطن میں دو ٹوٹ لکھے ہیں جو انکی قابلیت پر سخت بدنامی داغ ہیں۔ میرا خیال ہے اور خدا کرے یہ سچ ہو کہ مولوی انشا اللہ خان صاحب کی غیر جانبداری میں کسی تب نے جسکو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ عناد و بغاوت کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے سوال میں اپنے لائق دوست کو انکی غلطی پر متنبہ کرتا ہوں۔ اسباب وہ فائدہ اٹھائیں گے۔

قول۔ "عوام کو کمال انعام شہرہ ہوئی تھی" جبکہ ہم میں سے اعتقاد و امانت بالکلیہ ایک ملک کا دعویٰ ہے انکو ملی جامع المتفقین بننے کی بجائے جمعیت کو اور زیادہ منتشر اور پراگندہ کرنے میں ہی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

اقول۔ مجھے وطن کے لائق ایڈیٹر کا یہ ہنر پڑ کر نہایت ہی تعجب ہوا ہے کہ وہ اتنا نہیں جانتے ہر مصلح اور مامور جب دنیا میں اصلاح کیلئے آیا ہے تو اس کے مخالفوں نے جسے پہلا خطاب اس کے لئے ہی تجویز کیا ہے کہ وہ لوگوں میں بیوٹ ڈالتا ہے۔ مولوی صاحب کو شاید معلوم ہو گا کہ ابو جہل نے جب بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دعا کی تو منجملہ اور باتوں کے ایک کا مکتوب یہ بھی تھا کہ اس نے قطع رحم کی ہے اور بیوٹ ڈالی ہے۔ حضرت سید علیہ السلام تو صاف غفلوں میں کہتے ہیں کہ میں صلح کرنے نہیں آیا بلکہ لگنے آیا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کے رسول اور مہرسل دنیا میں ایک نعت اور وحدت پیدا کیا کرتے ہیں وہی وحدت قوم میں قومیت پیدا کرتی ہے بلکہ یہ ضروری ہوتا ہے کہ اول اول لوگوں کو اختلاف نظر آوے۔ کہونکہ خدا کا مہر و شکر کشن اور کانٹہ کشن کے اصولوں پر کام کرنا ہے نہ کہ خیالی جیتوں کو جو عملی کام نہ ہو

تو زمانہ اور معاشرہ تمدن کو اسنے لگ کر کھینچ کر سادت کو کامیاب شفق کرنا ہے۔ اسکی نظیر موجود ہے مسیح موعود جسکو اب قوم کو پراگندہ کرنا لاہور میں اسنے ایک ایسی قوم طیار کر دی ہے جو ایک ہی سطح پر قطع نظر عوامی و ادائی کے کھڑی ہو گئی ہے اور کسی قسم کا کوئی فرق ملتیت میں باقی نہیں رکھا۔ یہ ہے حقیقی اتحاد اور اتفاق جو پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب تک قوم کسی امور کے تحت نہ آوے۔ ورنہ دوسری جگہ جہاں۔ عالم جہاں احمد و فقیر۔ مسیح و کسب خون ہڈی و غیور کے جگہ ہے برابری میں کسی اتفاق ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں پس پھر کہتا ہوں کہ وہ جمعیت کے پراگندہ کرنے میں خوش ہوتے ہیں سخت غلطی ہے حقیقی جمعیت اور شیرازہ بندی قوم کی تو ہی کرنے میں کیا مولوی انشا اللہ صاحب یا کسی دوسرے کی تقدیر میں ہے کہ وہ شیعہ سنی متقلد غیر متقلد بدعتی خوارج وغیرہ کے جگہ لوگوں کو شاکر ایک ہی امام کے پیچھے نماز میں کھڑا کرے؟ ہرگز نہیں لیکن ہے اس سجنہ کو دیکھنا ہو تو قادیان آئے اور دیکھو کہ ایک ہی امام کے پیچھے کون کون کھڑا کیا گیا ہے وہ سب کیا کیا تھے نہیں مذہبی اختلافات کی وجہ سے کیا کسی صورت میں اتحاد و اتفاق کی نہیں لیکن اب وہ کیا ہو گئے ہیں؟ قول۔ نماز میں ایک کسی مسجد نے تقریق نہ قائم کی تھی۔ آئمہ سلف کا بالاتفاق یہ فیصلہ تھا کہ گندہ خواہ فاسق ہی ہو اگر مشرک یا کافر ہو اسے پیچھے نماز پڑھ لینے میں ہرگز نہیں لیکن ہرگز غلام احمد صاحب قادیانی نے اس ایک باغی اندہ زور دیکھا کہ کون بھی پیغمبر جلال میں اگر توڑ دیا آج کل ہے کہ کوئی مرزا الی کسی غیر مرزائی کو پیچھے نماز پڑھے اسکی نماز اور انہوں۔

اقول۔ یہ دوسرا اعتراض ہی مولوی صاحب کی فہم پر ایک بدنامی ہے و نام میں اسپر زیادہ بحث کی حاجت نہیں سمجھتا۔ مولوی صاحب کو نزدیک اگر ہر جگہ کے پیچھے نماز درست ہو تو وہ ان مجتہدوں اور اس العلماء فضلاء دریافت کریں جنہوں نے احمدیوں کو کافر قرار دیا اور انکو پیچھے نماز تا درست قرار دی۔ اور اسے ایسے شہرہ فروع دے جو اب تک کسی رسمی نہیں دیکھے حالانکہ ہم اسی حدیث طیف نماز پڑھتے ہیں نماز پڑھتے۔ ہرگز قرآن کریم کو اپنا امام نہ لیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول در خانم انبیین یقین کرتے آج کل کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور آپ کے اصول و سنہ کے خلاف ایک قدم ہی اٹھانا ہلاکت سمجھتے ہیں ایسی حالت میں ان مجتہدوں اور علماء پر کیا آفت گری جو انہوں

بقول آپ کے یگانگت کو توڑ دیا ہے۔ اگرچہ میرا حق ہے کہ میں آپ کو چون کر کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس مسئلہ پر کس قدر غماز عمل کرتے ہیں اور غیر متقلدوں اور متقلدوں کے لئے دکن جگہ ہے اور دوسرے فرقوں کی نزاعوں کا انجام کیا ہے لیکن میں اس بحث میں زیادہ کمر ہر ہمتدار اس کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ کو اجتماعی اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں کی ہی سمجھ و ثابت کرادیں جبکہ نماز ہو ہی جاتی ہے تو اس میں انکا کیا حرج ہے کہ وہ ہمارے پیچھے پڑھ لیں اس پیلے نوٹ میں تو یہ دو امر آپ نے پیش کیے ہیں میں مولوی انشا اللہ خان صاحب پر جس ظن رکھتا ہوں کہ انکی طبیعت میں خدا اور ہمت نہیں اگر وہ غور کریں گے تو کیا عجب فائدہ اٹھالیں دو ٹوٹ میں انہوں نے حضرت اقدس کے دلوں کے خوف کو جو سے باغ میں چل جانے پر اعتراض کیا ہے اول تو یہ استقلال نبوت کو خلاف دوم اگر خدائی مذاب دار وہی ہوتا ہے تو کیا باغ و کھلے میدان مملکت سے زیادہ محفوظ ماس ثبات ہوگی؟ کیا زمین شق ہو کر تنصیر عذاب کو نہیں جھل سکتی۔

یہ اعتراض بھی منہاج نبوت کی ناواقفیت پر ہی ہے میں نہیں سمجھتا مولوی انشا اللہ صاحب استقلال نبوت کو کسکو کہتے ہیں اگر استقلال نبوت انکی یہ راہ کر انبیاء علیہم السلام خالق الی قہری تخلیق اور غضب الہی منوون کا مقابلہ کیا کرتے ہیں اور بے باکی سے نہیں دیکھتے میں تو اس پر حکم انبیاء علیہم السلام کی حوالہ دی اور گستاخی کسی نہیں ہو سکتی۔ اسکو لکھیں مولوی انشا اللہ صاحب کو نہایت نیک نیتی سے رائے دیتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کو حضور مہمیشی گستاخی کیلئے توہر کریں اور کفارہ دین ہو کیا نہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی اندھی یا بادل کو دیکھ کر کس قدر گھبرا کرے اور اندر باہر بے حالی سے نکلتے تھے کیا یہ استقلال نبوت کے خلاف تھا؟

یہ ایک ہی لکھا کہ جب سابقہ تباہ شدہ قوم کو کھینچ کر دنیا اتفاق ہوا تو صحابہ کو یہاں تک جاکر حکم دیا گیا کیا ان بستیوں میں اسوقت بھی غضب الہی آیا ہوتا تھا؟ اور استقلال نبوت کو سنانی تھا۔ یہ مقام جدید کہنے کے نشان لڑکر اس عمل میں ظاہر کیا کہ انبیاء علیہم السلام کی عبودیت اور معرفت کا مقام ہوتا ہے انکا استقلال نبوت اسوقت دیکھا جاتا ہے جب دنیا دار مخالفوں کوئی کلیف اور مخالفت لکھو انہیں فرض تبیین ہو کر نہیں رہتی اور یہ لکھا کہ ایڈیٹر صاحب ظن بنا سکتے ہیں جبکہ خدا اتفاق کر کے ساتھ فتح و نصرت کو وعدے کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے عہد کے مطابق اس کا وعدہ بھی تھا پھر آپ انکی عہد دوز میں کیوں پھنسا کرے؟ تو کیا یہ استقلال نبوت کے خلاف تھا یا خدا تعالیٰ پر سعاد اللہ آپ کو دیا تھا؟

ایک نزدیک تو جو قہری استقلال نبوت کے خلاف ہو گیا ہو مولوی صاحب کا فرض تھا کہ مسیح موعود پر اعتراض نہ ہو سکتا ہے بلکہ ایک لائق برہنہ کرتے اور سنت احمدیہ کے لئے عذاب الہی اگر آپ کو تجویز کردہ طریق کیونتی کیا کرتا تو پھر حضرت لوط کو بستی سے نکل جانے کی ہوتی تھی کیا اس عذاب کے چھوڑ دیا اور ملائکہ لوط کو اس بستی میں شرافت کر سکتے تھے؟ طوفان اگر خداوند ہی کے عرق کر نکلتا تھا اور بیشک تھا تو پھر کسی نیکوئی کے ذائق پر کیا ضرورت تھی؟ کیا آبی طوفان حضرت نوح اور آپ کے مخلصین کو بجا نہ سکتا تھا؟ غرض میں کیا تک پکوتا ہوں۔ آپ خدا ترسوں کو لیکر قرآن پر نظر کریں اور پھر اپنے اس عہد میں کو وزن کر دیکھیں کہ وہ کیسا بیوقوف اور ایمان سوز اعتراض ہے؟ کیا ہوں کہ آپ کے اعتراضات کا کافی جواب دیا جائیگا اور مانگے را اشارہ بس است

۱۹۰۵ء
قبل طبع

فرمایا کہ تم تو لڑکر نبوت آئے تھے کہ باغ میں پکڑو ماراں اب جس اسوجو شہرہ ہے جو میں اللہ تعالیٰ نے جو خودی کے متعلق پکڑو معلوم ہو جاوے کہ وہ قریب یا دور اگر معلوم ہو کہ دور ہے تو پھر کیا ہا کے بعد اس عمل جاوے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لڑکر ایسے وقت انکا کہ کسی غرضی شہرہ لکھا کہ ہمارے مذہب کو کچھ ہوگی کہ وہ شہرہ کی جہاں قرآن شریف ہے یہی معلوم و ثابت ہوتا ہے خداوند و مامور و کرام یہ عادت اللہ کی ہے وقت عذاب ناکہ ہو جائے کہ بالکل بھول جاتوں۔ ایسا ہی ان اللہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا جب کہ آؤ کھا گو یا ہر شخص کا دل یقین کر لیا کہ ہم نے جو شہرہ بولا ہے۔ بغیر کسی منکرہ طبقات الارض و لا اور جو شہرہ سبیل ماکر فیض کر دین کہ کوئی زلزلہ نہیں آجائے یہ خدا تعالیٰ کی جی کی ہوگی عظمت ظاہر ہوگی حقیقت میں اگر وہ بھی یہی را دیکر زلزلہ آجائے تو ہماری بات مستند ہو جاتی اور کھڑو ہو جاتی لیکن اب تو ان لوگوں کو انکار کر لیا کہ زلزلہ نہیں آجائے۔ فرمایا۔ اگر اب خدا تعالیٰ چپ رہے تو پھر ہر پچ سواری کی اور مذہب ہوگا اگر اسوقت اسکی جبرہ غالی کی ضرورت نہیں ہو تو یہ کچھ ہوگی۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی دعائی تھی۔ کہے اللہ اگر تو نے آج اس کو وہ کو ملا کہ کر دیا تو میری کسی عبادت ہوگی یہ دعائی ہمارے دل کی تھی اسکی جو پس پھینا یا اور کھوکھار خدا تعالیٰ کی مگرے تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور ہر بالکل کسی بات کو کہ خدا کی عہد اگر نہ ہو تو قطع یقین ہو جائیگا۔ پیچہ کو اگر دودھ نہ ہو تو وہ کب تک جیے گا؟ آخر سب کچھ مر جائیگا اسلئے ہر شخص کو انعام امداد و جو انسان جو نہ کر اور نصیب ہو

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲

خاکسار
نذر علی از صوابی